کاروانِ انسانیت

پیام انسانیت فورم کے تحت حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی جنرل سکریٹری آل انڈیا پیام انسانیت فورم کے دس روزہ دورہ کی روداد، عمومی وخصوصی خطابات اور مشاہدات وتاثرات کا مجموعہ

مرتب

سعود الحسن ندوی غازی پوری

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

دارِ عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

طبع اول

ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ - فروری ۲۰۱۵ء

کتاب	:	کاروان انسانیت
مرتب	:	سعود الحسن ندوی غازی پوری
صفحات	:	۹۶
کمپوزنگ	:	کمپیوٹر سیکشن، مدرسہ دینیہ غازی پور
تعداد	:	۵۰۰

ملنے کے پتے :

☆ ابراہیم بک ڈپو، مدرسہ ضیاء العلوم، میدان پور، رائے بریلی

☆ مکتبہ ندویہ، دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ ☆ الفرقان بک ڈپو، نظیر آباد، لکھنؤ

☆ مکتبۃ الشباب العلمیۃ الجدیدۃ، ندوہ روڈ لکھنؤ

ناشر :

سید احمد شہید اکیڈمی

دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست مضامین

۱ پیش لفظ ۶

۲ عرض مرتب ۸

۳ پیام انسانیت فورم ۱۱

۴ دلوں کی آواز ۱۴

۵ کاروان انسانیت ۱۶

۶ ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا ۱۷

۷ جھانسی اسٹیشن پر ۱۷

۸ نشان فضل وکمال، بھوپال ۱۸

۹ ایک لطیفہ ۲۱

۱۰ ناگپور میں ۲۲

۱۱ مدارس اسلامیہ ملت کا بیش قیمت اثاثہ ۲۳

۱۲ کمالات علمیہ ۲۵

۱۳ اسلام نام ہے انسانیت کا ۲۷

۱۴ انسانیت کا احترام کیجئے ۲۸

۱۵ جوش میں ہوش مت کھویئے ۳۱

۱۶ اپر کلاس والوں کی ذمہ داری ۳۲

www.abulhasanalinadwi.org

۱۷ انسان کو جوڑو دیش جڑ جائے گا ۳۵
۱۸ حق کے علمبردار بنو ۳۶
۱۹ آگ کو بجھانے کی ضرورت ہے ۳۸
۲۰ ملک اور انسانیت کی خیر خواہی ۳۹
۲۱ ان الدین عند الله الاسلام ۴۰
۲۲ ایمان کا نور ۴۱
۲۳ علماء کی حیثیت قطب نما کی ہے ۴۲
۲۴ مخلوق کی دادرسی بھی دین کی خدمت ہے ۴۵
۲۵ اسلام کو دیکھو مسلمان کو مت دیکھو ۴۶
۲۶ اپنی نافعیت ثابت کیجئے ۴۷
۲۷ قلعۂ احمد نگر اور مولانا آزادؒ ۴۹
۲۸ آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا دانشمندی کے خلاف ۵۲
۲۹ حاملین علم اپنا مقام نہ بھولیں ۵۴
۳۰ کامیاب ترین پروگرام ۵۵
۳۱ جہاد اور آتنک واد میں فرق ۵۶
۳۲ انسانیت کے لیے دردمندی پیدا کیجئے ۵۸
۳۳ اوپر والے کے یہاں سیاست نہیں چلتی ۶۰
۳۴ مہاراشٹر میں یوپی ۶۱
۳۵ دیوبندی عقیدہ کے لیے اسمٰعیلی ورشیدی عقیدہ ضروری ۶۳
۳۶ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ فاؤنڈیشن ۶۴
۳۷ دردِ دل پیدا کیجئے ۶۶

www.abulhasanalinadwi.org

۳۸ اسلام ظلم ونا انصافی کا مخالف ۶۷

۳۹ یوروپی کلچر کی تقلید نقصان دہ ہے ۶۸

۴۰ زندہ پیر ۷۱

۴۱ ہندوستان کا غرناطہ ۷۲

۴۲ وطن محبوب ہوسکتا ہے معبود نہیں ۷۴

۴۳ فکر نشیمن ۷۶

۴۴ خوش آیند اقدام ۷۷

۴۵ ایسا نہ ہو کہ منظر نامہ تبدیل کر دیا جائے ۷۸

۴۶ ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق ۷۹

۴۷ بغیر صحبت کے کمال نہیں پید ہوتا ۸۱

۴۸ مقام مسرت ۸۳

۴۹ سلطنت آصفیہ کا پایۂ تخت ۸۳

۵۰ ایک اتفاق - تاریخی سلسلوں کا باہمی ارتباط ۸۵

۵۱ اودھ خاندان ۸۵

۵۲ آصف جاہ خاندان اور علم وادب کی سرپرستی ۸۶

۵۳ تابناک ماضی روشن عہد حاضر ۸۸

۵۴ کہ امیر کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی ۸۸

۵۵ اظہار حقیقت ۹۰

۵۶ مذہب کا کنٹرول ختم ہوتا ہے تو حیوانیت پید ہوتی ہے ۹۱

۵۷ نقشوں کو تم نہ جانچو لوگوں سے مل کے دیکھو ۹۲

۵۸ حسن اختتام ۹۴

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے پیام انسانیت کی جو تحریک شروع فرمائی تھی، اس کی ضرورت کا احساس آج ہر خاص و عام کو ہے، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بعد راقم سطور کے مربی، برادر اکبر مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ نے اس کام کو نہ صرف یہ کہ سنبھالا بلکہ اور آگے بڑھایا، انہوں نے بھی اس کے لیے ملک کے طول و عرض کے دورے کیے، حالات کا جائزہ لیا، اور جگہ جگہ اس کے لیے افراد تیار کیے جنہوں نے مختلف علاقوں میں اس کام کو سنبھالا، اللہ کی مشیت کہ مولانا بھی زیادہ دن اس دنیا میں نہیں رہے، اپنی زندگی کا سب سے بڑا مشن انہوں نے اسی تحریک کو بنایا تھا، اور آخری لمحہ تک وہ اس کے لیے فکرمند رہے۔

مولانا نے زندگی کا جو آخری طویل سفر کیا، وہ اسی سلسلہ میں کیا، یہ مہاراشٹر کا ایک طویل سفر تھا، جو تقریباً بیس دنوں پر محیط تھا، اسی سفر میں ان کو شدید تکلیف کا دورہ پڑا، اور پورے سفر وہ اس کو برداشت کرتے رہے لیکن انہوں نے سفر نہ منقطع کیا، نہ مختصر، بلکہ ہر جگہ وہ اپنی بات کہتے رہے، اور بڑے بڑے جلسوں کو انہوں نے خطاب کیا، اس سفر کے ان علاقوں پر بڑے خوشگوار اثرات مرتب ہوئے، اور اس کام کی ہر جگہ بنیاد پڑ گئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسی سفر میں مولانا کے رفقاء میں محبّ محترم مولانا سعود الحسن صدیقی بھی تھے، جو خود پیام انسانیت تحریک کے اچھے ترجمان ہیں، وہ مولانا کے خاص فیض یافتہ بھی ہیں، اور قدرداں و محبّ بھی، اللہ نے ان کو توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے خلاف معمول پورے سفر کی روداد قلمبند کرلی، جس سے ایک تاریخ محفوظ ہوگئی، کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہ کاروان انسانیت کے سالار کا آخری سفر ہے، مگر یہ محض اللہ کا انعام اور اس کی توفیق تھی کہ مفید روداد سفر مرتب کرلی گئی، اور آج جب کہ کاروان انسانیت چل رہا ہے، سالار کارواں کے یہ خطابات و تجربات، مشورہ، کارواں کے لیے لائحہ عمل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

امید ہے کہ ''کاروان انسانیت'' کی یہ سوغات کام کرنے والوں کے لیے مفید ثابت ہوگی، اوراس سے کام میں مدد ملے گی۔

میں کتاب کے مصنف محبّ گرامی مولانا سعود الحسن ندوی صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گوں ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے، اوران کو پیام انسانیت کے مشن کے لیے رواں دواں رکھے۔

بلال عبدالحی حسنی ندوی

مرکز الامام أبی الحسن الندوی

دارعرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی

۱۳ر ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

جنوری ۲۰۱۲ء کی کوئی تاریخ تھی، استاذ محترم حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کوفون کیا، دوران گفتگو یوپی کے صوبائی الیکشن سے متعلق کچھ باتیں تذکرے میں آئیں، راقم نے حالات کے تناظر میں مولانا محترم کی رائے جاننا چاہی، آپ نے فرمایا: ''دیکھئے کرنے کا کام تو اس وقت پیام انسانیت کا ہی ہے'' مزید فرمایا کہ آئندہ دنوں صوبہ مہاراشٹر کے دورہ کا پروگرام بن رہا ہے، آمادگی ہو تو ساتھ چلیں۔

بحمد للہ دورہ ہوا، راقم کو اس میں شرکت کی سعادت بھی حاصل ہوئی، اور اللہ کے فضل وکرم سے سفر کامیاب بھی رہا اور اچھے اثرات محسوس کئے گئے۔ دورہ کی کامیابی اور پیام انسانیت کے کاموں کی وسعت سے سبھی متعلقین خوش تھے مگر یہ خوشی اس لیے قائم نہ رہ سکی کہ میر کارواں حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل علالت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور صد افسوس کہ یہی بیماری مولانا کی مفارقت کا سبب بنی اور وہ ہم سب کو چھوڑ کر چل بسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

راقم کے ذہن میں ابتداءً کوئی بات نہ تھی، سفر کے آغاز بلکہ ایک روز

www.abulhasanalinadwi.org

گزرنے کے بعد خیال ہوا کہ اگر اس سفر کی روداد قلم بند ہو جائے تو امید ہے فائدہ سے خالی نہ ہوگی، اسی خیال کے تحت کچھ اشارات نوٹ کرنا شروع کردیا جب مولانا محترم کو علم ہوا تو خوش ہوئے اور تحسین فرمائی۔

گو کہ سفر کے بعد جلد ہی یہ مجموعہ تیار ہو جانا چاہیے تھا، مگر افسوس کہ غیر معمولی تاخیر ہوتی گئی۔ جن مقامات یا جن اداروں میں حاضری ہوئی وہاں سے معلومات بروقت حاصل نہ ہوسکیں اور واپسی کے بعد مختلف ذرائع سے جستہ جستہ حاصل ہوئیں، معلومات کی فراہمی میں دقتیں بھی پیش آئیں اور وقت بھی کافی صرف ہوا۔ راقم کو شدت کے ساتھ اس بات کا احساس رہا کہ ایک مفید سفر اور کامیاب پروگرام کی رپورٹ کی تیاری میں بے حد تاخیر ہوگئی لیکن بہر صورت ۱۰ ر نومبر ۲۰۱۲ء کو لکھنؤ حاضری کے موقع پر زیر نظر ''کاروان انسانیت'' کا مسودہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا تو بہت مسرور ہوئے، جا بجا دیکھا، کچھ عبارتیں پڑھوا کر سنیں اور فرمایا: ''دیر تو بہت ہوگئی مگر چلو دیر آید درست آید''۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی، ملاقات پر استفسار بھی فرماتے تھے، کاش کہ اس مجموعہ کی طباعت ان کی حیات میں ہوگئی ہوتی تو کیا بات ہوتی۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا اور ایک کسک رہ گئی۔

راقم نے بساط بھر کوشش کی ہے، لیکن پھر بھی سہو کا امکان ہے، ہوسکتا ہے کوئی ضروری بات رہ گئی ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ کسی اہم شخصیت کا ذکر نہ کیا جاسکا ہو ایسی تمام خامیوں پر راقم شرمندہ ہے اور معذرت خواہ بھی ہے۔

سراپا شکر ہوں گرامی قدر والد محترم کا جن کی دعائیں ہر قدم میرے ساتھ ہیں، ان کی توجہات سایہ فگن ہیں، اس مجموعہ کو بھی انھوں نے دیکھا اور اصلاح فرمائی۔

www.abulhasanalinadwi.org

شکر گزار ہوں حضرت مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی مدظلہ (جنرل سکریٹری آل انڈیا پیام انسانیت فورم) کا جن کی ایما پر یہ مجموعہ زیور طباعت سے آراستہ ہو سکا۔ مولانا موصوف نے حضرت مولانا سید عبداللہ حسنیؒ کے دعوتی مشن کی تمام تر ذمہ داریاں اوڑھ لی ہیں، اور تمام منتسبین و متعلقین ان کی ذات میں مولاناؒ کا عکس دیکھ رہے ہیں، اللہ رب العزت موصوف کو صحت وسلامتی کے ساتھ قائم ودائم رکھے تاکہ یہ کارواں اسی طرح رواں دواں رہے۔ آمین!

ناچیز ان تمام احباب کا شکر گزار ہے جن سے تعاون حاصل ہوا۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔

میری خوشی دوبالا ہوتی اگر استاذ محترم حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں اس مجموعہ کی اشاعت ہوئی ہوتی۔ اب تو میری تسلی کے لیے ان کا ارشاد فرمایا ہوا یہ جملہ ہی کافی ہے "دیر آید درست آید"۔

فقط

سعود الحسن ندوی غازی پوری
زیر قلعہ، غازی پور
saudnadwi@gmail.com

۳۰ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ
۲۴ نومبر ۲۰۱۴ء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیام انسانیت فورم

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی فہم وبصیرت اور ایمانی فراست کا زمانہ قائل ہے۔ آپ نے ۱۹۴۷ء میں ملک کی آزادی کے بعد ہی اس بات کا ادراک فرمالیا تھا کہ ملک تو بے شک آزادی سے ہمکنار ہو چکا لیکن اس ملک کے باشندوں کے ذہن وضمیر ہنوز غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوے ہیں، وہ تعصب و تنگ نظری کی گرفت میں ہیں۔ عوام کا کیا ذکر تعلیم یافتہ طبقہ اور دانشوروں کا ذہن بھی صاف نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک محب وطن، حساس اور دردمند دل رکھنے والی شخصیت ملک کے بگڑتے ہوے حالات پر کس طرح خاموش رہ سکتی تھی۔

آپ نے صاف محسوس فرمالیا تھا کہ اگر ان حالات کا رخ موڑنے اور نفرت وتعصب کی آگ کو محبت والفت کی شبنم سے سرد کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو ایک خطہ اور علاقہ کا کیا ذکر سارا ملک ہی جل اٹھے گا، کسی بھی طبقہ کا کوئی فرد اس سے متاثر ہوے بغیر نہ رہ سکے گا، آپ کا احساس تھا کہ کسی بھی ملک کی ترقی وبقا اور استحکام اور کام کرنے کے لیے حالات کا معتدل (NORMAL) ہونا بے حد ضروری ہے۔

ان احساسات وخیالات نے آپ کو مضطرب وبے چین کر رکھا تھا چنانچہ اسی فکرمندی کے سبب ۱۹۵۶ء میں آپ نے ''تحریک پیام انسانیت'' کی بنیاد ڈالی، ملک

www.abulhasanalinadwi.org

کے مختلف مقامات پر جلسے ہوے جن میں آپ نے اخلاص اور درد و سوز کے ساتھ انسانیت کا پیغام سنایا، اپنوں اور برادران وطن دونوں کو انسانیت کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ایک انٹریو میں آپ نے فرمایا تھا:

''واقعہ یہ ہے کہ یہ کوشش ۱۹۵۴ء کے میں شروع ہوئی، اس سلسلہ کی پہلی تقریر جس سے اس مہم کا آغاز کیا گیا، ۹ر جنوری ۱۹۵۴ء کو گنگا پرساد میموریل ہال لکھنؤ میں ایک ایسے اجتماع میں کی گئی جس میں شہر کے سر برآوردہ حضرات اور غیر مسلم تعلیم یافتہ اصحاب کی خاصی تعداد شریک تھی، اس زمانہ میں تبلیغی دورے کے ساتھ اس جز کو شامل کیا گیا تھا، چنانچہ اس کے بعد ہی مشرقی اضلاع کا ایک دورہ کیا گیا جس میں جون پور، غازی پور، مئو اور گورکھپور میں بڑے بڑے ملے جلے اجتماعات ہوے، اس دورہ کی تقریریں ایک مجموعہ میں جمع کردی گئی ہیں''۔(۱)

جیسا کہ مذکورہ سطور سے معلوم ہوا کہ اس کوشش کا آغاز ۱۹۵۴ء میں ہوا مگر بانی تحریک حضرت مولاناؒ کے مسلسل بیرونی ممالک کے اسفار نیز تصنیفی و علمی مشاغل کی کثرت کے سبب تواتر کے ساتھ یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا اور طویل عرصہ گزر گیا بالآخر آپ نے ۱۹۷۴ء میں یوپی کے شہر الہ آباد سے دوبارہ اس مہم کا آغاز فرمایا۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولاناؒ کی تحریر کا ایک اقتباس پیش کر دیا جائے جس سے تحریک کا تعارف، اس کے مقاصد اور پیام سے واقفیت حاصل ہوگی، اور ظاہر ہے کہ بانی تحریک کے زبان و قلم سے نکلے ہوے الفاظ جتنے موثر ہو سکتے ہیں کسی دوسرے کے نہیں ہو سکتے۔ملاحظہ ہو ایک اہم اقتباس:

''پیام انسانیت کی تحریک کا باقاعدہ آغاز ۲۸/۲۹/۳۰ر دسمبر

---

(۱) پیام انسانیت کے بارے میں ایک اہم انٹرویو ص ۱۹

www.abulhasanalinadwi.org

۱۹۷۴ء کو الہ آباد سے کیا گیا تھا، جس کا بنیادی مقصد ہندوستان کی پوری آبادی کو بلا تفریق مذہب وملت انسانیت کے احترام کی دعوت دینا، خدا کے بندوں کی عزت، انسانیت کو نئی زندگی دینا اور انسانوں کو انسانیت اور اخلاق کا بھولا ہوا سبق یاد دلانا تھا، اس ابتدائی دعوت کے بعد سے ملک کے کئی طویل وعریض دورے ہوئے جن میں مختلف ریاستوں میں یہ پیغام بڑے بڑے پبلک جلسوں میں اور خواص ودانشور طبقہ کی محفلوں میں سنایا گیا اور مولانا روم کے بقول ؏

من بہر جمعیت نالاں شدم

یہ ایک دکھے ہوئے دل اور چوٹ کھائے ہوئے دماغ کی پکار تھی اور ہندوستان کی تیزی کے ساتھ بگڑتی ہوئی صورت حال کی سچی تصویر اور اس پر اظہار تشویش، جس میں (اگر صورت حال کو نہ صرف باقی رہنے بلکہ بڑھنے کا موقع دیا گیا) کسی تعمیری کام، خدمت انسان، ملک کی سالمیت، اعلیٰ اخلاقی قدروں کی حفاظت حتی کہ ضروریات زندگی کی قانونی اور جائز طریقہ پر تکمیل کا موقع اور پھر آگے بڑھ کر معمول کے مطابق نارمل (NORMAL) زندگی کی بھی گنجائش نہیں رہے گی، بلکہ زندگی عذاب جان اور بھرے پرے گلزار شہر اور اپنے خون پسینہ سے سینچا ہوا یہ چمن اور آبائی وطن ایک دشت وبیاباں بن جائے گا، جس میں صرف شکار وشکاری (اور اس سے اگر کچھ ترقی کر کے کہا جائے تو) دکان دار اور گاہک رہ جائیں گے اور شاعر فطرت علامہ اقبال کے الفاظ میں یہ ملک ایک وسیع قمار خانہ (جوے کا اڈہ) بن کر رہ

www.abulhasanalinadwi.org

جائے گا جس میں ہار جیت کے سوا کوئی مشغلہ نہیں رہ جائے گا۔ ایسی صورت میں شریفوں کو اپنی شرافت، ضمیر والوں کو اپنا ضمیر، مذہب والوں کو اپنا مذہب، علمی ذوق رکھنے والوں اور تحقیق وتصنیف کا کام کرنے والوں کو اپنا کام جاری رکھنا اور اپنے ذوق کی تسکین کا سامان کرنا بھی مشکل ہو جائے گا، قوموں اور تہذیبوں پر یہ وقت آئے ہیں اور پھر ان کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا کر رکھ دیا گیا اس لیے یہ صورت حال سب کی فکر کا باعث اور سب کی توجہ کی مستحق ہونی چاہیے"۔(۱)

تقریباً نصف صدی کا عرصہ گزر چکا ہے، الحمدللہ یہ تحریک کسی نہ کسی درجہ میں اپنا کردار نبھاتی رہی ہے، ذہنوں کو صاف کرنے اور غلط فہمیوں کے ازالہ میں اس نے موثر اور کامیاب رول ادا کیا ہے، ملک کے مختلف حصوں میں اس کے مفید اور کامیاب پروگرام ہوتے رہے ہیں، اور ان میں شریک ہونے والوں پر اچھے اثرات بھی مرتب ہوئے ہیں۔ شرکاء نے واضح الفاظ میں اس کا اظہار بھی کیا ہے، بعض دفعہ حیرت انگیز اور امید افزا تاثرات سامنے آئے ہیں۔

دلوں کی آواز

مقام شکر وامتنان ہے کہ بانی تحریک حضرت مولاناؒ کے فیوض عام ہو رہے ہیں اس تحریک میں بھی تدریجاً غیبی طاقت شامل ہو رہی ہے، اس کی صدا موثر ہو رہی ہے لوگوں کی توجہات بڑھ رہی ہیں، اس کے اغراض ومقاصد سے دلچسپی کا اظہار ہو رہا ہے، بہ الفاظ دیگر یہ دلوں کی آواز بنتی جا رہی ہے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے ملک کے طول و عرض میں متعدد اسفار اور خصوصی دورے ہوتے رہے، عوام سے خطابات کا سلسلہ بھی

---

(۱) تحفۂ انسانیت ص۲

www.abulhasanalinadwi.org

تا حیات جاری رہا، ساتھ ہی ملک کے اقتدار اعلیٰ پر فائز شخصیات کو بھی حضرت والا نے ملک کی فلاح اور خیر خواہی کی طرف متوجہ فرمایا۔ وزراء اعظم نے جب بھی آپ سے ملاقات کی آپ نے انھیں مفید مشورہ دیئے اور کبھی خطوط کے ذریعہ بھی اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔

آپ فرماتے تھے کہ عوام کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا جائے۔ شاہ بانو کیس ہو یا بابری مسجد کی شہادت کا المناک واقعہ، ایسے مواقع پر آپ نے فرمایا کہ ہندوستان مختلف مذاہب کا گہوارہ ہے، یہاں کے باشندوں کو اپنے پسندیدہ مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی اور اپنی زبان اور تہذیب کو فروغ دینے کے مواقع حاصل ہونے چاہئیں۔ فرقہ وارانہ فسادات پر آپ تڑپ اٹھتے تھے، ان فسادات کو آگ سے تعبیر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس سے صرف ایک قوم یا طبقہ کا نقصان نہیں ہوتا بلکہ پورا ملک نقصان میں مبتلا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ کے افکار اور درد و سوز سے آشنا اور آپ سے تربیت یافتہ حضرات نے جہاں آپ کے متنوع کاموں اور سلسلوں کو قائم اور باقی رکھا، وہیں اس تحریک کے لیے بھی انھوں نے خود کو وقف کر رکھا ہے۔ بالخصوص میر کارواں حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی صاحب، طویل اور مسلسل اسفار کر کے اللہ کے بندوں تک پیام انسانیت پہنچا رہے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

کاروان انسانیت

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی یہ دس روزہ سفر ہے جو ''کاروان انسانیت'' کے نام سے موسوم تھا اور ۳/مارچ تا ۱۳/مارچ ۲۰۱۲ء ریاست مہاراشٹر کے تقریباً دس مقامات پر خیمہ زن ہوا اور تقریباً ساڑھے چار ہزار کلومیٹر کی مسافت طے کرتا ہوا، چھوٹے بڑے ۲۲/اجتماعات میں شرکت کرنے کے بعد ریاست آندھرا پردیش کے تاریخی شہر حیدرآباد میں اختتام کو پہنچا۔ میر کارواں تھے استاذ گرامی قدر حضرت مولانا سید عبداللہ صاحب حسنی ندوی مدظلہ العالی جنرل سکریٹری کل ہند تحریک پیام انسانیت اور شرکائے کارواں میں سرفہرست تھے، ہندو مسلم ایکتا منچ کے صدر سوامی لچھمی شنکر آچاریہ، تحریک پیام انسانیت کے صدر دفتر سے وابستہ ڈاکٹر سنجے پانڈے، برادرم محمد عبداللہ اور راقم سطور، بنیادی شرکاء تو یہ تھے مگر متعدد حضرات بھی حسب سہولت شریک کارواں رہے جن کا ذکر اپنے اپنے مقامات پر آئے گا۔

ریاست مہاراشٹر کے متعدد ندوی فضلاء، ذمہ داران مدارس اور تحریک پیام انسانیت سے ہم آہنگی رکھنے والے اصحاب فکر کے مسلسل مطالبہ و درخواست پر مولانا محترم کا یہ پروگرام طے پایا تھا۔

یہ کارواں جن مقامات سے گزرا ان میں بعض تو وہ ہیں جہاں توجہ اور فکرمندی کے ساتھ تحریک کا کام جاری ہے، بعض مقامات ایسے بھی تھے جہاں پہلی بار پروگرام منعقد ہوا لیکن کسی جگہ بھی اجنبیت کا احساس نہیں ہوا بلکہ اس کے مقاصد کے تئیں اتفاق و آمادگی کا ہی مشاہدہ ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

۳؍مارچ ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ دن کے ۱۱ بجکر ۵۰ منٹ پر قافلہ بھوپال کے لیے روانہ ہوا (کارواں کی پہلی منزل تو ناگ پور تھا مگر ٹکٹ اور ریزرویشن کی دشواریوں کی وجہ سے شب کا قیام بھوپال میں طے کیا گیا) چنانچہ وقت مقررہ پر ہم سب چارباغ اسٹیشن پر تھے، کارواں کو رخصت کرنے کے لیے متعدد حضرات اسٹیشن تشریف لائے تھے جن میں برادر گرامی قدر مولانا سید محمود حسنی ندوی صاحب نائب مدیر تعمیر حیات، ڈاکٹر ریاض احمد صاحب منیجر العافیہ ٹرسٹ، محمد بھائی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اپنے مقررہ وقت پر گورکھپور بنگلور ایکسپریس آئی، دعائے سفر پڑھتے ہوئے اللہ رب العزت سے خیر وعافیت اور مقصد میں کامیابی کی دعاؤں کیساتھ ہم ٹرین پر سوار ہوے۔ دل میں اس بات پر تشکر وامتنان کے جذبات تھے کہ اللہ رب العزت نے ایک موقع عطا فرمایا، اس کے مخلص بندے (حضرت مفکر اسلامؒ) نے انسانی اقدار کو بلند کرنے کے لیے فکر وسوز کے ساتھ جو کوششیں کیں، تا حیات صدا لگا تا رہا، اس کے ادنیٰ کفش برداروں میں سے اس بے مایہ کو بھی یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

اے اللہ! تو ظاہر وباطن، تمام ارادہ ونیت سے واقف ہے، ہمارے ارادوں اور نیتوں میں خلوص وبرکت عطا فرما اور حضرت علیہ الرحمہ کے اخلاص اور حسن عمل کا عکس ہی عطا فرمادے۔

راقم سطور کی دلی کیفیت تو یہی تھی۔ اپنی اپنی نشستوں پر ہم بیٹھ چکے تھے، رات تک کا سفر نماز، راحت اور ضروریات کی ادائیگی کے علاوہ مختلف موضوعات پر گفتگو میں گزرا، میر کارواں نے پیام انسانیت کے کام اسکی افادیت اور طریق کار پر مفید باتیں اور تجربے بیان کئے۔

جھانسی اسٹیشن پر

سفر جاری رہا اور شام تقریباً 4.45 پر ٹرین جھانسی اسٹیشن پہنچ گئی، پلیٹ فارم

www.abulhasanalinadwi.org

پر متعدد حضرات لوازمات خور ونوش کے ساتھ موجود تھے، سلیقہ اور اہتمام کے ساتھ ضیافت نے تھوڑی دیر کے لیے یہ احساس ختم کردیا کہ ہم پلیٹ فارم پر ہیں یا اپنی قیام گاہ پر، مولانا محترم کے ساتھ ہم لوگوں کو بھی ان حضرات نے سنگی بنچ پر بیٹھا دیا اور خود اردگرد کھڑے رہے، یہ منظر مسافروں اور آنے جانے والوں کے لیے تجسس کا باعث رہا، تبلیغی کام سے وابستہ چند حضرات بھی موجود تھے، حسب موقع مولانا نے چند مفید باتیں بیان فرمائیں، کچھ اصحاب نے مختلف امور پر مشورے بھی کیے۔

نشانِ فضل وکمال بھوپال

رات کے تقریباً دس بجے تھوڑی تاخیر سے ٹرین بھوپال پہنچ گئی، اسٹیشن پر محترم مولانا سید مشتاق علی ندوی صاحب قاضی شہر بھوپال متعدد حضرات کے ساتھ منتظر تھے، مصافحہ ومعانقہ کے بعد اسٹیشن کی عمارت کے بعد کھڑی گاڑیوں میں سوار ہو کر قیام گاہ پہنچے۔

عظمت رفتہ کے امین اور شاندار روایت کے پاسدار، علم دوست، علم پرور اور اہل علم کے لیے دیدہ ودل فرش راہ کرنے والے اس شہر میں مولانا محترم اور دیگر حضرات تو بار بار تشریف لاچکے تھے مگر راقم کی یہ دوسری حاضری تھی، مسلم پرسنل لابورڈ کے اجلاس عام منعقدہ مئی ۲۰۰۵ء میں شرکت کی غرض سے والد محترم کی معیت میں حاضر ہو چکا تھا۔ اس سفر میں یہاں کی مہمان نوازی اور یہاں کے باشندوں کے اخلاق کا مشاہدہ ہو چکا تھا۔ ابھی ٹرین بھوپال کی حدود میں داخل ہو ہی رہی تھی کہ ٹکٹ چیکر صاحب آئے اور السلام علیکم کہتے ہوے ٹکٹ مانگا اور دوسرا سوال کیا کہ کیا آپ لوگ پرسنل لابورڈ کے اجلاس میں شرکت کے لیے آرہے ہیں، اثبات میں جواب پا کر وہ سراپا اخلاق بن گئے اور گویا سرزمین بھوپال پر قدم رکھنے سے قبل ہی استقبال شروع ہوگیا۔ پہلا تاثر آخری تاثر ہوتا ہے۔

بہر حال پچھلے قیام کے موقع پر ہی بھوپال کی مشہور مساجد (مثلاً جامع مسجد،

www.abulhasanalinadwi.org

موتی مسجد وغیرہ) کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے، تاج المساجد میں تو خیر قیام ہی تھا، اور اس مسجد کا ذکر کیا، مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے اپنے سفرنامہ میں تحریر فرمایا ہے:

''تاج المساجد کی وسعت وعظمت کا لوگوں کو اندازہ نہیں ہے، یہ ہندوستان کی سب سے بڑی اور عالیشان مسجد ہے، یہاں تک کہ دہلی کی جامع مسجد اور حیدرآباد کی مکہ مسجد سے بھی بڑی۔

دالان ایک یا دو ہی نہیں چار چار، جن میں بارہ صفیں بآسانی آ سکیں اور صحن تقریباً سوا تین سو فٹ کی لمبائی او چوڑائی کا (نصف صحن ابھی ناتمام ہے) اور پھر درسگاہ بھی اس کے علاوہ غرض یہ مسجد نام کی ہی نہیں واقعی ہندی مسجدوں کی سرتاج'' (۱)

''یہ مسجد دنیا کی چند منتخب مساجد میں آج بھی شمار ہوتی ہے اور رقبہ کے لحاظ سے ایشیا کی مساجد میں اس کا چھٹا نمبر ہے، شاہجہاں بیگم نے اس مسجد کی بنیاد ۱۸۸۷ء میں رکھی جو ۱۹۰۱ء شاہجہاں بیگم کی رحلت تک جاری رہی، پھر بھی نصف کے قریب مسجد تعمیر ہو سکی اور تقریباً پچاس برس سے زائد عرصہ تک نہایت کسمپرسی کے عالم میں رہنے کے بعد جو کام حکمرانوں سے ممکن نہ ہوا اللہ نے ایک باہمت اور ممتاز عالم دین مولانا محمد عمران خاں ندوی ازہریؒ سے لیا ۳۵ سال کی شب وروز محنت کے نتیجہ میں ۱۹۵۸ء میں ۷ رکروڑ روپے کے صرفہ سے مسجد پایہ تکمیل کو پہونچی، مسجد کے اردگرد کی آراضی کو تاج المساجد کمپلیکس کے نام سے جانا جاتا ہے، نیز مسجد میں ایک اہم دینی درسگاہ دارالعلوم تاج المساجد کے نام سے قائم ہے، یہیں پر علامہ سید سلیمان ندویؒ کے نام سے موسوم ایک شاندار کتب خانہ بھی قائم ہے۔'' (۲)

---

(۱) سیاحت ماجدی ص ۱۴۵ (۲) تلخیص از مساجد بھوپال ص ۱۱۸

www.abulhasanalinadwi.org

حالیہ سفر میں بھی گو کہ رات کی تاریکی میں حاضر ہوے اور سپیدہ صبح نمودار ہونے سے قبل ہی رخت سفر بندھ گیا، مگر نگاہیں ان نقوش کو تلاش کرتی رہیں اور ذہن کے کینوس پر اس عظیم الشان شہر کی تاریخ کے اوراق پلٹتے رہے۔ ہندوستان کی دیگر ریاستوں میں جس کا اپنا مخصوص مقام ہے، جس نے علم اور علماء کی ایسی قدردانی کی، ان کو اس طرح سر آنکھوں پر بٹھایا جس سے اس شہر کے والیوں اور سربراہوں کی وسعت ظرفی، علم دوستی، آشکار ہوتی ہے اس خطہ زمین نے جہاں علماء وصلحاء امت کو پیدا کیا وہیں بے شمار باکمال علماء واہل فن نے اس کو اپنا مسکن بنایا۔

بھوپال کی خواتین حکمراں نواب قدسیہ بیگم، نواب شاہجہاں بیگم نواب سکندر جہاں بیگم، سلطان جہاں بیگم اپنی علم پروری، خداترسی اور فن تعمیر میں شوق ودلچسپی کی وجہ سے منفرد وممتاز مقام کی حامل رہی ہیں۔

۳؍۴؍مارچ کی شب بھوپال میں مولانا کلیم الرحمٰن خاں صاحب کے دولت کدہ مقدس نگر پر گزری، متعدد حضرات تو اسٹیشن سے ہی ساتھ تھے، گو کہ رات کافی ہو چکی تھی لیکن قیام گاہ پر بھی چند حضرات مولانا محترم سے ملاقات کی غرض سے تشریف لائے، آرام کے صرف ۳ گھنٹے ملے، صاحب خانہ نے وہ وقت بھی مہمانوں کی ضیافت کے لیے صرف کر دیا غالباً نہ خود آرام کیا نہ گھر والوں کو موقع دیا جس کا اندازہ فجر کے وقت سے ایک گھنٹہ قبل دسترخوان دیکھ کر ہوا، انواع واقسام سے دسترخوان سجا ہوا، مگر ظاہر ہے اس کے لیے ''ہمت مردانہ'' کی ضرورت تھی، خیر چند لقمے تو لینے ہی تھے، فوری اسٹیشن کو روانگی پھر پلیٹ فارم پر ہی نماز فجر اور ۵؍بجکر ۲۰ منٹ پر G.T. EXPRESS سے ناگ پور کے لیے روانگی ہوئی میزبان رات دیر تک ساتھ رہے پھر اس وقت بھی محبت کرنے والوں کی ایک تعداد رخصت کرنے کے لیے موجود رہی اور ہوتی بھی کیوں نہیں کہ اہالیان بھوپال کو تو یہ نعمت ورثہ میں ملی ہے، مزید رنگ چڑھ گیا ہے، ندوہ اور اکابرین ندوہ سے ان کے گہرے روابط اور مراسم کے سبب سے، یہی وجہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ دونوں ہی ایک دوسرے کو افراد خانہ تصور کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ اہل بھوپال مجددی نسبت (حضرت شاہ یعقوب مجددیؒ) کے بھی تو مالک ہیں، پھر کیوں نہ اہل دل کا میلان ان کی طرف ہو؟۔

ٹرین وقت سے آئی اور کارواں اگلی منزل کے لیے روانہ ہوگیا، تقریباً ۸/ بجے اٹارسی پہونچے، جہاں جناب مخدوم صاحب مع صاحب زادہ ورفقاء اسٹیشن پر ملاقات کے لیے منتظر تھے، ماشاللہ جناب مخدوم صاحب دعوتی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں، علاقہ کے ذمہ داران میں ان کا شمار ہوتا ہے، تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی بھی تشریف لاتے رہتے ہیں، بلکہ رمضان السبارک میں تو مسلم حضرات کے ساتھ معتکف بھی ہوتے ہیں۔

میر کارواں مولانا محترم سے مختصر سے وقت میں مختلف امور پر تبادلہ خیال کرتے رہے۔ چند منٹوں کے بعد ہم اپنی برتھوں پر تھے اور ٹرین منزل کی جانب رواں دواں تھی۔

ایک لطیفہ

چونکہ ٹرین کے ناگ پور پہنچنے کا وقت 12.20 تھا، لہٰذا آرام کا خیال ہوا، راقم کی برتھ دوسرے کوپے میں تھی، تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد میں نیچے آبیٹھا، ایک صاحب نے جو پیشہ کے اعتبار سے ٹیچر تھے اور کسی فوجی اسکول سے وابستہ تھے مجھے مطالعہ سے فارغ پایا تو گفتگو شروع کردی، تعارفی کلمات میں بجائے اس کے کہ مجھ سے دریافت کرتے ہماری حیثیت وہ متعین کرچکے تھے، چنانچہ کہنے لگے، آپ کئی لوگ ساتھ ہیں؟ کیا آپ سب کسی قوالی پروگرام میں شرکت کے لیے جارہے ہیں، انھوں نے ہماری ۴ رنفری جماعت کو قوالی پارٹی سمجھا تھا۔ ان کا جملہ جب یاد آتا ہے تو بہت افسوس ہوتا ہے، ہم اب تک برادران وطن سے خود کو صحیح طریقہ سے متعارف کرا سکے نہ صاف ستھری اسلامی تعلیمات ان کے سامنے پیش کرسکے، جو رطب ویابس

www.abulhasanalinadwi.org

سامنے آیا، جس کی اسلام بالکل تائید نہیں کرتا اس کو انھوں نے اسلام کا جز سمجھ لیا، ظاہر ہے جب حقیقت کی جگہ روایات نے لے لی اور خرافات نے رہی سہی کسر پوری کر دی تو اب جس کا جو جی چاہے کہے یا جہاں چاہے ہمیں کھڑا کر دے، ہم تو اب گویا حالات کے رحم وکرم پر ہیں۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

حقیقت روایات میں کھو گئی ہے
یہ امت خرافات میں کھو گئی ہے

جب حقیقت حال ان صاحب کے سامنے پیش کی گئی اور مقصد سفر بتایا گیا تو وہ متاثر ہوئے، دیر تک گفتگو رہی دوران گفتگو چند ''معروف غلط فہمیاں اور اعتراضات'' جو اسلام کے بارے میں کرنا ہر شخص ضروری سمجھتا ہے مثلاً پردہ، تعلیم نسواں، شدت پسندی، دقیانوسیت وغیرہ، ان کے بارے میں بھی انھوں نے ''دل ہلکا'' کیا اور اللہ کا فضل رہا کہ وہ ہمارے جوابات سے مطمئن ہوئے اور اکثر باتوں سے اتفاق کیا۔ پیام انسانیت کا لٹریچر ساتھ تھا جو ان کو پیش کیا گیا جسے انھوں نے پیشانی اور آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دینے کے بعد مطالعہ کیا۔

ناگپور میں

دوپہر ایک بجے کارواں ناگپور پہنچا، اسٹیشن پر داعی پروگرام جناب مولانا سید عبدالہادی ندوی صاحب مہتمم جامعہ حسینیہ ناگ پور، مولانا سید احمد ندوی صاحب مہتمم مدرسہ حیات الاسلام نان گاؤں، حافظ سید یوسف صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ نور الاسلام بھی گاؤں، مفتی فخر الدین صاحب نیز اساتذہ جامعہ حسینیہ اور دیگر حضرات منتظر تھے، یہاں قیام سید مصباح الدین صاحب کے دولت خانہ واقع جعفر نگر میں ہوا۔

حضرت مولانا کے توسط سے ہم خوردوں کو بھی ناگپور سے ایک خاص انسیت ہے بایں وجہ کہ وہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے دست گرفتہ اور آپ کی تحریک پیام

www.abulhasanalinadwi.org

انسانیت کے کاموں میں خصوصی طور پر معاون مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب کا مسکن رہا ہے، ظاہر ہے یہاں آکر مولانا پاریکھ صاحب مرحوم کا مخصوص طرز خطابت، برجستہ قرآنی استدلال، قرآنی خدمات، ملی مسائل سے دلچسپی، یہ تمام باتیں ذہن میں آتی ہی رہیں لیکن مزید تازگی پیدا ہوگئی جب آج عصر بعد مرحوم پاریکھ صاحب کے بھتیجے عبد الوہاب پاریکھ صاحب ملاقات اور دعوت دینے کی غرض سے تشریف لائے، موصوف کی خواہش تھی کہ مرحوم مولانا پاریکھ صاحب کے زمانے سے بعد نماز مغرب ہفتہ واری درس قرآن میں (جو اگلے دن ہونے والا تھا) مولانا محترم شرکت فرمائیں اور بیان بھی فرمائیں، چونکہ مغرب بعد ہی پیام انسانیت کا پروگرام تھا، لہذا مولانا نے معذرت کی۔

داعی پروگرام مولانا سید عبدالہادی ندوی صاحب کے اہتمام میں جامعہ حسینیہ کے نام سے ایک ادارہ یہاں قائم ہے جس میں عربی سوم تک تعلیم کا نظام ہے، حفظ قرآن مجید کے بھی ۲/درجے ہیں ابتدائی تعلیم کا بھی نظم ہے، طلبہ کی تعداد ۱۰۰ ہے، دس اساتذہ تدریس سے منسلک ہیں، فی الحال جامع مسجد جعفر نگر کے ایک حصہ میں ادارہ چل رہا ہے، ایک قطعہ زمین حاصل ہو چکا ہے جس پر آج ہی بعد نماز عشاء سنگ بنیاد کا پروگرام ہے، جہاں مدرسہ کی مستقل عمارت کی تعمیر کا منصوبہ ہے۔

پروگرام کے مطابق بعد نماز عشاء جلسہ سنگ بنیاد ہوا، مولانا محترم نے سنگ بنیاد رکھا، دعا کرائی، دیگر مقامی علماء، عمائدین اور عوام بھی کثیر تعداد میں تشریف رکھتے تھے۔

جلسہ میں مہمان محترم حضرت مولانا سید عبداللہ صاحب حسنی ندوی مدظلہ کو سپاس نامہ پیش کیا گیا، مدرسہ کی رپورٹ پیش ہوئی، اخیر میں صدر جلسہ، اور میر کارواں نے جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

مدارس اسلامیہ ملت کا بیش قیمت اثاثہ

"قابل مبارک باد ہیں اہل ناگ پور کہ وہ دینی تعلیم کی نشر واشاعت کے

www.abulhasanalinadwi.org

لیے کوشاں ہیں، ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے یہ مدارس اسلامیہ ملت کا بیش قیمت اثاثہ ہیں، ان کی ترقی وبقاوقت کی اہم ضرورت ہے، ان کا وجود روشنی کی ضمانت ہے، یہاں سے انسانیت اور امن وآشتی کا پیغام عام ہوتا ہے، لہذا ہر ایک کو ان مدارس کی ترقی واستحکام کے لیے فکرمند رہنا چاہیے۔

طلبہ عزیز کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: آپ اپنی قدر پہچانیں، نقالی سے پرہیز کریں، خود کو کم تر نہ سمجھیں، آپ کے اندر ایسا جوہر پوشیدہ ہے جس کے ذریعہ نہ صرف اپنے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی آپ راہ نما بن سکتے ہیں، آپ کے پاس جو دولت ہے وہ بے مثال ہے، اس کی برابری وہمسری دنیا کی کوئی دولت نہیں کرسکتی ہیں، یہ دولت قرآن مجید کی دولت ہے، سنت رسول ﷺ کی دولت ہے، علم کی دولت ہے، عربی زبان کا علم آپ حاصل کررہے ہیں، اس سے آپ براہ راست اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی زبان سمجھ اور پڑھ سکتے ہیں، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس علم کا حاصل ہوجانا کوئی معمولی دولت نہیں، اس پر ساری دولتیں قربان ہوجائیں، لیکن یہ سب اس وقت ممکن ہوگا جب آپ سمجھ جائیں، آپ اس کی قدر کرنے والے بن جائیں، اگر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، قدردانی نہیں کرتے، بے عملی کے شکار رہیں گے تو نتیجہ بھی ایسا ہی ہوگا کہ آپ بے حیثیت اور بے وزن ہوکر رہ جائیں گے، ہمارے فارغین جو ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں یہ ناسمجھی کا ہی نتیجہ ہے، ان کو معلوم ہی نہیں ہے کہ ان کے پاس کتنی بڑی دولت ہے، ناقدری کے نتیجہ میں وہ ضائع ہوجاتے ہیں، کوئی ان کا پرسان حال بھی نہیں ہوتا"۔

جلسہ کی نظامت مولانا عبدالمصور ندوی نے کی اور مولانا سید عبدالہادی ندوی کے شکریہ اور مولانا محترم کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

۵؍مارچ کو دن میں دس بجے دارالعلوم مومن پورہ میں پروگرام طے تھا، وقت پر وہاں حاضری ہوئی، دیگر ۴؍مدرسوں کے علماء واساتذہ وذمہ داران نیز اطرف

www.abulhasanalinadwi.org

کے علماء تشریف رکھتے تھے، مدرسہ کے ایک استاذ کے استقبالیہ کلمات کے بعد مولانا محترم کو خطاب کی دعوت دی گئی، یہاں حاضرین میں اکثریت چونکہ علماء کی تھی لہذا آپ نے خصوصی طور پر ان ہی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

کمالات علمیہ

یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ علمی کمالات کا اقتصادیات سے کوئی تعلق نہیں ہے، علمی کمالات تک اسی وقت پہنچنا ممکن ہوگا جب پوری رضا ورغبت کے ساتھ اس مید ان میں قدم رکھیں گے، محنت و جفاکشی اور آبلہ پائی کے لیے خود کو آمادہ اور تیار کر کے آئیں گے تب جا کر سرخ روئی حاصل ہوگی اور درجہ کمال تک رسائی شاید ممکن ہو جائے اور اگر علمی راہ کا انتخاب بدرجہ مجبوری ہوگا تو علم بھی مجبوری والا حاصل ہوگا۔ علمی کمالات کے درجہ کو ہرگز پہنچنا ممکن نہ ہوگا۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ایک ہی کتاب کو دس سال سے پڑھا رہے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ علمی کمالات کے درجہ کو پہنچ گئے یہ علمی کمالات بالکل نہیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جس کا تعلق قرآن مجید سے ہوگا اس کا علمی سفر ہمیشہ جاری رہے گا، آج قرآن مجید سے تعلق کمزور ہوتا جارہا ہے، بطور خاص نئے فضلاء تو اس میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ آج علمی انحطاط عام ہے، صلاحیتیں کمزور ہیں اور پختگی کی فکر قطعاً نہیں ہو رہی ہے۔ من رضی بالدنیا رضی بالدون، علمی پختگی پیدا کریں ورنہ اگر کم علمی پر راضی رہے تو بے حیثیت ہو کر رہ جائیں گے۔ کم علمی کا شکار ہوں گے تو سمجھ لیں کہ کم علمی کا نتیجہ احساس کمتری ہے اور احساس کمتری کا نتیجہ غصہ اور دوسروں کو برا بھلا کہنا ہے، آج صورت حال یہ ہے کہ مدارس کا کردار مجروح ہو رہا ہے، آج وہ علماء نہیں ہیں جو کمالات علمیہ سے سرفراز ہوں، وہ علماء ختم ہوتے جارہے ہیں جن سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے، جو چلتا پھرتا کتب خانہ ہوا کرتے تھے، جو اپنی ذات میں ایک انجمن ہوا کرتے تھے، کہا گیا ہے کہ ایک شخص اس وقت تک کامیاب مدرس نہیں بن سکتا

www.abulhasanalinadwi.org

جب تک حلیم نہ ہو، آج ہمارے فضلاء مسند تدریس سنبھال رہے ہیں مگر اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت نہیں پیدا کررہیں، بغیر صحبت وتربیت کے ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں جس کا نتیجہ سامنے ہے، اساتذہ کرام سے کہوں گا کہ **اجملوا فی الطلب وتوکلوا علیہ** کا نمونہ بنیں، دوسروں پر نگاہ مت رکھئے، خودداری اپنایئے، توکل اختیار کیجئے، محنت وجانفشانی سے کام لیجئے اور اللہ رب العزت پر بھروسہ رکھئے وہ کارساز ہے، وہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا، بشرطیکہ آپ خود کو بھی ضائع ہونے سے بچائیں، میں یہ نہیں کہتا کہ ضروریات نہیں ہیں، مسائل ہیں، مگر آپ کا معاش کے لیے اس طرح پریشان ہوجانا، حالات کے سامنے سپر انداز ہوجانا، آپ کی شان کے خلاف ہے بس آپ سے یہی کہنا ہے کہ **اجملو فی الطلب** کو پیش نظر رکھئے۔

آپ کا مطالعہ وسیع ہونا چاہیے، آپ کے اندر گہرائی وگیرائی ہونی چاہیے، آپ کے پاس جو آئے وہ سیر ہوکر واپس ہو، تشنگی کا احساس بھی اس میں نہ رہ جائے، اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ کے اندر رسوخ فی العلم ہو، علماء کو **الراسخون فی العلم** کا نمونہ ہونا چاہیے، علماء کا مقام یہ ہے کہ بڑے سے بڑا طوفان ہو مگر وہ ان کو ٹس سے مس نہ کرپائے وہ پہاڑ کی طرح ثابت قدم ہوں، یہ ارادوں کا تزلزل درست نہیں، نیتوں کا قبلہ درست ہونا چاہیے، ہمتوں کی بلندی کیساتھ وسعت فکر ونظر کی بھی ضرورت ہے۔

مولانا محترم کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

مذکورہ مدرسہ محدث کبیر ابوالمآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ ہے، ابتدائی وثانوی درجات کے ساتھ عربی اور حفظ قرآن مجید کے شعبے بھی قائم ہیں، منتظمین نے مدرسہ کا کتب خانہ بھی دکھایا جو مولانا اعظمیؒ کے نام سے موسوم ہے۔

جلسہ سے فارغ ہوکر عبدالوہاب پاریکھ صاحب کے دولت کدہ پر حاضری

www.abulhasanalinadwi.org

ہوئی وہ ایک روز قبل بہ اصرار ظہرانہ کے لیے مدعو کر چکے تھے، وہیں عبد المجید پاریکھ صاحب فرزند مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی، واپسی کے راستہ میں ہی قبرستان ہے جہاں مرحوم پاریکھ صاحب محوخواب ہیں، ان کی قبر پر جانا ہوا، دعائے مغفرت ورفع درجات کی توفیق حاصل ہوئی۔

بعد مغرب ۷ ربجے شب سے صدر مسلم لائبریری کے وسیع ہال میں جلسہ پیام انسانیت ہوا، ہال بھرا ہوا تھا، غیر مسلم حضرات کی تعداد بہت زیادہ تو نہ تھی، لیکن جتنے تھے تعلیم یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتے تھے، انھوں نے توجہ اور دلچسپی سے باتیں سنیں، ان کے چہروں پر پسندیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ "کاروان انسانیت" کے ایک رکن سوامی لچھمی شنکر جی لکھنؤ سے آج ناگ پور پہنچ چکے تھے لہذا وہ بھی اسٹیج پر موجود تھے۔

جلسہ کے آغاز میں راقم سطور نے آل انڈیا پیام انسانیت فورم کے قیام، اس کے اغراض ومقاصد اور ضرورت واہمیت کے سلسلہ میں بانی تحریک حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی روشنی میں کچھ باتیں عرض کیں اور میر کارواں حضرت مولانا سید عبد اللہ حسنی ندوی مدظلہ جنرل سکریٹری پیام انسانیت فورم او رسوامی لچھمی شنکر آچاریہ جی صدر ہندو مسلم ایکتا منچ کا تعارف کرایا۔

حاضرین سوامی جی کے خیالات سننے کے منتظر تھے، انھوں نے اپنے خطاب میں کہا:

اسلام نام ہے انسانیت کا

اگر میں یہ بات کہوں کہ اسلام کا دوسرا نام انسانیت ہے تو بالکل غلط نہ ہوگی، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو جس قدر بھی جھٹلایا جائے، اس کو جتنا بھی بدنام کیا جائے یہ اتنا ہی نکھر کر اور صاف ہو کر سامنے آئے گی، بے حد افسوس ہوتا ہے کہ ایسے امن پسند مذہب کو آتنک سے جوڑا جا رہا ہے، ایک بہت بڑی سازش کے تحت ایسا کیا جا رہا ہے، اور نہ صرف ہمارے ملک ہندوستان بلکہ دوسرے ممالک میں بھی یہ کوششیں ہو رہی

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، یہ سمجھ لیں کہ اسلام کو بدنام کرنے کے لیے ساری طاقتیں ایک ہو چکی ہیں، اور یہ خودغرضی اور سیاسی مفاد کی خاطر ایسا ہو رہا ہے یہ لوگ ڈیوائڈ اینڈ رول (Divide and rule) کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، خراب ذہنیت کے لوگ ہندوؤں اور مسلمانوں کو آپس میں الجھا کر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں ہندوؤں سے اور مسلمان بھائیوں سے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ایسی تمام سازشوں سے ہوشیار رہیں اور ان کو ناکام بنا دیں۔

سوامی جی کے بعد میر کارواں حضرت مولانا سید عبداللہ صاحب حسنی ندوی کو دعوت دی گئی، آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

انسانیت کا احترام کیجیے

بھائیو! آپ سب اپنا وقت فارغ کر کے آئے اور بیٹھے، دلچسپی سے پروگرام میں شریک ہوئے، پیام انسانیت کے پروگرام کے لیے آپ کی دلچسپی اور فکرمندی بتاتی ہے کہ انسانیت ابھی باقی ہے، اس کی فکر کرنے والے موجود ہیں، انسانیت کا احترام ابھی باقی ہے، اس سے محبت اور پریم کرنے والے باقی ہیں، انسانیت کے تئیں محبت ختم نہیں ہوئی ہے۔

ہاں کم ضرور ہوگئی ہے، ضرورت ہے اس جذبہ کو بڑھاوا دینے کی، اس چراغ محبت کی لو تیز کرنے کی، اگر اس جذبہ کو، انسانیت کے احترام کو بڑھایا نہ گیا اور یہ کم ہوتے ہوتے ختم ہو گیا تو وہ دن بہت برا دن ہوگا۔ آج صورت حال یہ ہے کہ انسان غرض کا بندہ ہو کر رہ گیا ہے، مفاد پرستی میں مبتلا ہے، ہر شخص کا ذہن کاروباری ہوتا جارہا ہے، کوئی کسی سے ملتا ہے تو غرض کے تحت، بے غرض ملنے والے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے کم ہو رہے ہیں، محبت ایسا جذبہ ہے جو پتھر کو موم بنا سکتا ہے۔ آج ہم نے غرض کا دامن تھام رکھا ہے تو قدم قدم پر ہم کو بھی ٹھوکریں کھانی پڑ رہی ہیں۔ اللہ کے مخلص بندوں کے حالات دیکھیں، جنھوں نے بے غرض ہو کر انسانیت کی خدمت

www.abulhasanalinadwi.org

کی، انسانیت کے لیے ان کے دل میں تڑپ اور بے چینی تھی، وہ انسانیت کے لیے فکر مند رہتے تھے تو اوپر والے نے بھی انسانوں کے دل میں ان کی محبت ایسی رکھ دی کہ ہر ایک ان کو ٹوٹ کر چاہنے والا بن گیا، ہر دل میں اوپر والے نے ان کا مقام واحترام پیدا کر دیا، اور لوگ آج بھی ان کی یاد دلوں میں بسائے ہوے ہیں۔

بس آپ اپنے سماج اور ماحول کی فکر کریں، جذبہ انسانیت اور اس کے تئیں احترام کو ختم نہ ہونے دیں بلکہ اس کو بڑھانے کی فکر کریں اگر آپ ایسا کرسکے تو ہمارا یہ سماج جو آج بہت بیمار ہے اور تکلیف سے کراہ رہا ہے، مبتلائے دردوغم ہے، یہ بھی چین اور امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا اور آج اس کی سخت ضرورت ہے۔

جلسہ کو ناگ پور کی علمی وادبی شخصیت ڈاکٹر شرف الدین ساحل صاحب، مجیب احمد خاں صاحب ڈپٹی کمشنر ناگپور ڈویژن اور ڈاکٹر بھجول رایلو صاحب ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ سائنس کالج، ناگپور وغیرہ نے بھی خطاب کیا۔

جلسہ کے اختتام پر رات ناگپور میں ہی گزارنی تھی، اگلی منزل کے لیے صبح روانگی طے تھی۔ یہاں کا موسم لکھنؤ سے مختلف تھا، وہاں خنکی ابھی باقی تھی جبکہ یہاں گرمی کا احساس بڑھتا ہی جارہا تھا، سفر کا تعب اور اچانک تبدیل ہوتے ہوے موسم کا اثر بعض رفقاء سفر پر تو تھا ہی، نصف شب تقریباً دو بجے مولانا محترم کی طبیعت بھی ناساز ہوگئی، سخت درد شکم کی شکایت ہوئی جس کا اثر پشت کی طرف بھی تھا، اس وقت جو دوائیں ممکن ہوسکیں دی گئیں،

صبح ڈاکٹر سید انعام الرحیم صاحب نے دوائیں تجویز کیں، ماشاء اللہ ان سے قدرے افاقہ ہوا، مگر تکلیف باقی رہی۔(۱)

۶/ مارچ کی صبح ۱۰/ بجے بذریعہ کار "بہی گاؤں" (تحصیل انجن گاؤں، ضلع امراوتی) کے لیے کارواں روانہ ہوا، بہی گاؤں سے حافظ سید یوسف صاحب دوروز قبل

---

(۱) افسوس کہ یہی تکلیف بڑھتی گئی اور شدید مرض کی شکل اختیار کرگئی اور اسی مرض میں استاذ محترم حضرت مولانا علیہ الرحمۃ ہم سب کو چھوڑ کر سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہی آگئے تھے وہ سوامی جی کے ساتھ ہوگئے، مولانا سید عبدالہادی ندوی صاحب، مولانا سید احمد ندوی صاحب اور دیگر دو حضرات شریک کارواں تھے۔ ناگپور سے بہی گاؤں کا فاصلہ تقریباً ڈھائی سو کلومیٹر کا ہے۔ سڑکیں کشادہ اور ہموار، جا بجا دو رویہ سنتروں کے باغات کا سلسلہ خوشنما معلوم ہو رہا تھا، شاہراہ کے کنارے عام طور سے آبادیاں کم تھیں۔

پہلے ہیڈ کوارٹر 'امرواتی' میں داخل ہوے، آگے بڑھتے ہوے بہی گاؤں آ پہنچے، جہاں جامعہ اسلامیہ نور الاسلام بہی گاؤں کے زیر اہتمام جلسہ پیام انسانیت طے تھا۔ یہ مدرسہ مولانا سید طلحہ ندوی مرحوم نے ۱۹۹۵ء میں قائم کیا تھا، ندوۃ العلماء کے نصاب کے مطابق تعلیم کا نظام ہے، ہر سال طلبہ کی ایک معتد بہ تعداد ندوہ پہنچتی ہے، علاقہ میں کم وقت میں ہی جامعہ کا وقار قائم ہوا ہے بانی ادارہ مولانا طلحہ مرحوم کا ادارہ کے قیام کے چند سالوں بعد ہی سڑک حادثہ میں انتقال ہوگیا، اب ان کے بھائی حافظ سید یوسف الدین صاحب اور دیگر برادران مرحوم کے کاموں کو آگے بڑھا رہے ہیں اور ادارہ کو ترقی کی منزلوں تک لے جا رہے ہیں، فی الوقت ۱۵ر اساتذہ خدمات انجام دے رہے ہیں، تعداد طلبہ ۱۵۰ ہے۔ یہاں قیام مولانا طلحہ مرحوم کے مکان پر تھا، شام کو جلسہ میں شرکت کے لیے جامعہ جانا ہوا ادارہ دیکھ کر جی خوش ہوگیا، شاندار خوبصورت مسجد، حسن تعمیر اور سلیقہ مندی کا نمونہ شاندار عمارتیں اور جا بہ جا سبزہ حسن انتظام کا آئینہ دار تھا، مسرت کے ساتھ حیرت بھی تھی کہ مولانا طلحہ مرحوم نے اتنی مختصر مدت میں ایسا شاندار کام کر ڈالا، ان کو بہت جلد عازم سفر آخرت ہونا تھا، اس لیے اللہ تعالی نے علاقہ کے لیے ایک منارہ نوران سے قائم کرا دیا اور اب اس کی تابانی کو فروغ دینے کے لیے برادران خصوصاً حافظ یوسف الدین کو منتخب فرمالیا۔ اللہ نظر بد سے بچائے۔ یہاں آکر یک گونہ انسیت محسوس ہوئی اور یہ فطری تھی، کیونکہ ندوہ میں طالب علمی کے زمانے میں بانی ادارہ مولانا طلحہ صاحب مرحوم سے راقم کے گہرے روابط بلکہ کسی حد تک بے تکلفی تھی، اللہ ان کی قبر کو منور رکھے، ان کے بچوں کو علم وعمل

www.abulhasanalinadwi.org

سے آراستہ کرکے باپ کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین۔

شام ۷ ربجے جلسہ کا آغاز تھا، جامعہ کے وسیع سبزہ زار پر جلسہ گاہ تھی، پورا خطہ بقعہ نور بنا ہوا حسن انتظام کی گواہی دے رہا تھا، سلیقہ سے بنائے گئے خوبصورت اسٹیج پر جب پہنچے تو مدرسہ کے طلبہ کی طرف سے موضوع کی مناسبت سے تقاریر وغیرہ کا سلسلہ جاری تھا۔ جلسہ گاہ میں غیر مسلم مرد وخواتین دونوں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی، جس کا اندازہ جلسہ گاہ کے راستہ میں ہی ہوگیا تھا، قطار در قطار عورتیں جارہی تھیں اور سب کا رخ جلسہ گاہ کی جانب تھا، اندازہ ہوا کہ پروگرام کے تعلق سے اچھی محنت ہوئی ہے، برادران وطن کی شرکت اور جذبہ قابل قدر محسوس ہوا۔

معلوم ہوا کہ سوامی جی کا یہاں پہونچنے پر پُر جوش استقبال کیا گیا۔

سطور بالا میں ذکر کیا گیا کہ مدرسہ کے طلبہ نے پیام انسانیت اور اسلام کے پیغام رحمت پر مبنی تقریریں کیں، بعد ازاں مہمانوں کی گل پوشی ہوئی۔ مقررین کی فہرست بھی خاصی طویل تھی چنانچہ ڈاکٹر اویناش اسنارے (ڈائرکٹر آف فزیکل ایجوکیشن امرواتی یونیورسٹی) مفتی اشفاق صاحب (دارالقضاء آکولہ) ڈاکٹر کاکا صاحب ڈولے (پولیس آفیسر دریاپور) ڈاکٹر راجندر کوکاٹے صاحب (صدر مراٹھا سیوا سنگھ امراوتی) وغیرہ نے بھی خطاب کیا۔

راقم سطور نے پیام انسانیت فورم کا تعارف کرایا، کاروان انسانیت کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی، کارواں کے اہم شرکاء کا تعارف پیش کیا۔

جلسہ کو خطاب کرتے ہوے سوامی جی نے کہا:

جوش میں ہوش مت کھوئیے

ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم جوش میں آکر ہوش کھو بیٹھتے ہیں، ہم یہ اندازہ نہیں کرپاتے کہ جوشیلے پن کا مظاہرہ کرکے اس کا خمیازہ کن کن صورتوں میں ہمیں بھگتنا پڑسکتا ہے، میں خاص طور سے مسلمان بھائیوں سے کہوں گا کہ آپ کو خصوصیت کے

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ اسلام حکم دیتا ہے کہ ہر موقع پر عقل وشعور کو پیش نظر رکھیں، آج اسلام کو جو لوگ نقصان پہنچانے کے درپے ہیں وہ ہمہ وقت اس فکر میں رہتے ہیں اور ایسا ماحول بنا دیتے ہیں جس سے آپ کو غصہ آئے، آپ جوشیلے پن کا مظاہرہ کریں اور ایسا کام کر گزریں جس سے وہ اسلام کو بدنام کرسکیں، لہذا آپ کو ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا چاہیے۔ یہ غیر دانشمندانہ بات ہے، اوپر والے نے ہم کو عقل دی ہے، گیان دیا ہے، اس کا استعمال کرنا چاہیے سمجھ بوجھ کر قدم اٹھانے والا نقصان سے محفوظ رہتا ہے، آج عقل کا استعمال نہیں ہو رہا ہے، علم حاصل کر کے بھی لوگ ان پڑھ لوگوں سے بدتر ہوتے جارہے ہیں، افواہوں پر یقین کرتے ہیں ہم کو سمجھنا چاہیے کہ سامنے والا دوست کی شکل میں ہمارا دشمن تو نہیں ہے، وہ ہم کو بہکا کر سماج کو بگاڑنا تو نہیں چاہتا، آج ہمارا یہ حال ہے کہ کسی نے کہہ دیا کہ کوا کان لے گیا تو بس کوے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، یہ کیسی کم عقلی کی بات ہے، یہ بات سوجھ بوجھ رکھنے والوں کو بالکل نہیں جچتی، اسلام دشمن طاقتوں نے ایک ہوا کھڑا کیا کہ اسلام کٹر تا پھیلاتا ہے، اب اس کو صحیح مان کر سب اسلام سے بدگمان ہو جائیں تو اس سے بری بات کوئی نہیں ہوسکتی آپ سب ہندو مسلمان آپس میں مل کر نفرت کے ماحول کو ختم کریں، نفرت کا ماحول بنانے والوں کو کوئی بھی دھرم پسند نہیں کرتا خواہ سناتن ویدک دھرم ہو یا اسلام دھرم ہو سب امن اور شانتی کا درس دیتے ہیں۔

سوامی جی کے بعد صدر جلسہ کو زحمت دی گئی، چنانچہ آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اپر کلاس کی ذمہ داری

آج پوری سوسائٹی اخلاقی انارکی کا شکار ہے، کرپشن کا بول بالا ہے، ہر شخص پریشان ہے، چین وسکون رخصت ہو رہا ہے، ہر آدمی مفاد پرستی کے مرض کا شکار ہو رہا ہے، انسانی سماج کی کشتی طوفان میں گھری ہوئی ہے، اگر پڑھے لکھے افراد اور سماج کے با

www.abulhasanalinadwi.org

شعور لوگ آگے نہ آئے اور انھوں نے اس کشتی کو بچانے کی کوشش نہ کی تو یہ ڈوبے گی اور اس پر جو لوگ سوار ہیں وہ سب ڈوبیں گے، یہ ملک جس میں ہم سب رہ رہے ہیں، اس کی مثال کشتی کی سی ہے۔ افسوس آج اس میں سوراخ کیا جارہا ہے اگر سوراخ کرنے والوں کو نہ روکا گیا اور اس کے سوراخوں کو بند نہ کیا گیا اور یہ ڈوب گئی تو بس سمجھ لیں کہ کیا غریب، کیا دولت مند، کیا پڑھے لکھے اور کیا ان پڑھ بلا تخصیص سب ڈوبیں گے۔

ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشتی کی مثال دیکر یہ بات سمجھائی ہے کہ اگر نچلے حصہ میں رہنے والے اس میں سوراخ کریں اس طور پر کہ اگر ان کو پانی کی ضرورت ہو تو وہ بجائے اوپر جانے کے نیچے کے حصہ سے ہی پانی لینے لگیں تو اپر کلاس (Upper Class) والوں کو خاموش تماشائی نہیں رہنا ہوگا، بلکہ نیچے والوں کو سمجھانا ہوگا، کہ بھائی ایسا مت کرو ورنہ کشتی ڈوبے گی تو سب ڈوبیں گے۔

اس لیے میرے بھائیو! اوپر کے درجہ والوں کی ذمہ داری بہت بڑی ہے کہ وہ سماج کو سدھاریں رشوت، لوٹ کھسوٹ، ذخیرہ اندوزی، نابرابری، ظلم وزیادتی جیسے امراض سے سماج کو پاک کریں کیونکہ یہ سب الگ الگ قسم کے سوراخ ہیں جو سماج کو کھوکھلا کر رہے ہیں، یہ سب بیماریاں سماج کے لیے ناسور ہیں، ان کو ختم کرنا ہم سب کی پہلی ذمہ داری ہے اس لیے کہ اگر سماج کرپٹ ہوگا تو ہم سب اپنی ذمہ داریاں، اپنے کام اچھی طرح انجام نہیں دے سکتے۔ سماج کا کوئی بھی طبقہ ہو اگر اس کو نارمل (NORMAL) حالات میسر نہ ہوے تو وہ کیوں کر اپنی ڈیوٹی انجام دے سکتا ہے، اس کی ساری صلاحیتیں ضائع اور بے کار ہو جائیں گی، لہذا میرے بھائیو اپنے سماج اور ملک کے حالات کو نارمل اور معتدل رکھنے کی ذمہ داری سب سے زیادہ پڑھے لکھے لوگوں کی ہے، وہ آگے آئیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں ورنہ حالات اگر معتدل نہ رہے تو یہ بڑی بڑی تعلیم گاہیں، یہ یونیورسٹیاں یہ ادارے کسی کام کے نہ ہوں گے۔

مولانا محترم کے پر مغز خطاب کے بعد جلسہ کے اختتام کا اعلان کیا گیا، چونکہ

www.abulhasanalinadwi.org

جلسہ میں عوامی اژدحام کافی تھا۔لہٰذا گاڑی تک پہنچنا مشکل تھا، گوکہ گاڑیاں اسٹیج کے عقب ہی میں تھیں لیکن بدقت وہاں تک پہنچے اور پھر قیام گاہ کے لیے روانگی ہوئی۔

۷/مارچ کی صبح بعد نماز فجر امراوتی کے لیے روانگی ہوئی یہاں سے قصبہ نیر پرسوپنت ضلع ایوت محل جانا تھا جہاں شب میں جلسہ تھا، لیکن آج دن میں دس بجے شہر میں ہی ایک پروگرام تھا لہٰذا دن کا قیام دارالعلوم حسینیہ چھایا نگر میں رہا، یہ مدرسہ مسجد اقصیٰ سے متصل عمارت میں قائم ہے ۱۹۸۶ء سے یہاں تعلیم وتعلم کا کام ہو رہا ہے، رواں تعلیمی سال سے ندوہ کے نہج پر عصری تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے لیے پنج سالہ نصاب پر مشتمل خصوصی درجات کا نظم کیا گیا ہے، ندوی فضلاء کی ایک جماعت اس نظام کو چلا رہی ہے، ادارہ کے مہتمم مولانا عبدالقدیر ندوی صاحب ہیں۔

دن کے دس بجے (.H.V.P.M) ہنومان ویایام پرسارک منڈل میں پروگرام تھا، یہ ایک غیر سرکاری ادارہ ہے، ٹرسٹ کے ماتحت کام کرتا ہے، اس ادارہ میں ملک کے مختلف گوشوں بشمول کشمیر ہزاروں کی تعداد میں طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں، مسلم طلبہ وطالبات کی بھی ایک تعداد ہے، رفاہی اور خدمت خلق کے مختلف کام بھی اس ادارہ کے ماتحت انجام پاتے ہیں، تعلیم کے ساتھ جسمانی ورزش اور کھیل کود کا بھی بہت بڑا مرکز ہے، مشہور گاندھیائی لیڈر آنجہانی نرملا دیش پانڈے کا بھی اس ادارہ سے ذمہ دارانہ تعلق رہا ہے۔

چونکہ مولانا مدظلہ کی طبیعت پہلے سے ناساز تھی، دوروز قبل رات کو سوتے وقت پشت کی طرف شروع ہوئے درد کا اثر ابھی باقی تھا، مسلسل پروگرام اور خطابات نے کافی تھکا بھی دیا تھا، پروگرام میں شرکت کی آمادگی نہ تھی، لہٰذا مولانا محترم کے حکم پر راقم کو تنہا خطاب کے لیے جانا پڑا، ساتھ میں مولانا سید احمد صاحب، مولانا عبد الہادی ندوی صاحب مولانا عبدالمصور ندوی صاحب مولانا عبدالقدیر ندوی صاحب ضرور تھے مگر ''ہنومان ویایام منڈل،، کے نام سے ذہن میں یہ تصور پیدا ہوا تھا کہ کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

اکھاڑہ یا مٹھ وغیرہ قسم کی جگہ ہوگی، جہاں مخصوص ماحول میں سادھو سنت رہتے ہوں گے، مزید براں مولانا مدظلہ بھی ساتھ نہیں ہیں میں کیا کرسکوں گا؟ یہی سوال ذہن میں گردش کر رہا تھا۔ مگر مولانا کا حکم تھا اس لیے خاموش رہا اور تعمیل حکم میں چل پڑا، دعا کرتا ہوا پہنچا، تھوڑی ہی دیر میں سوامی جی بھی آ گئے، جب ہم یہاں پہونچے تو ڈیڑھ دو ہزار طلبہ وطالبات گراؤنڈ میں موجود تھے، خیال ہوا کہ کوئی گیم وغیرہ ہونے والا ہوگا، لیکن ایسا نہیں تھا معلوم ہوا کہ یہ سب پروگرام میں شرکت کے لیے اکٹھا ہیں، آفس میں تعارفی نشست کے بعد پروگرام ہال پہونچے جہاں طلبہ وطالبات مع اسٹاف علیحدہ علیحدہ نشستوں پر موجود تھے، اہل شہر کی بھی معتد بہ تعداد موجود تھی، جن میں غیر مسلم حضرات بھی تھے۔

انسان کو جوڑو دیش جڑ جائے گا

نپا تُلا پروگرام تھا، مقررین کی فہرست بالکل مختصر یعنی سوامی جی اور راقم سطور، پہلے مجھے موقع دیا گیا، مولانا مدظلہ کی دعاء وتوجہ کام آئی تقریباً پون گھنٹے تک چند مفید باتیں اللہ نے کہلوادیں، لاج رہ گئی، اگلے دن اخبار نے سرخی لگائی ''انسان کو جوڑو دیش جڑ جائے گا،، دراصل ایک واقعہ بیان کیا گیا کہ ایک باپ نے اپنے بیٹے کو ایک نقشہ (MAP) دیا کہ یہ ہندوستان کا نقشہ ہے اور اس کو چاک کر کے کئی ٹکڑے کر دیا اور کہا کہ اس کو جوڑ کر لاؤ تھوڑی ہی دیر میں بچے نے اس نقشہ کو ٹھیک ٹھیک جوڑا اور باپ کو واپس کیا باپ حیرت زدہ ہوا کہ اتنی جلدی کیوں کر یہ ممکن ہوا، بچے نے جواب دیا کہ اس نقشہ کے پیچھے ایک انسان کی تصویر تھی میں نے اسی انسان کو جوڑا تو پورا نقشہ جڑ گیا اور نقشہ اصلی حالت میں ہوگیا۔

اسی واقعہ کو بیان کر کے کہا گیا کہ آج ضرورت ہے کہ انسان کو جوڑا جائے، انسانیت کی بقاوتحفظ کے لیے کوشش کی جائے۔ کبھی مذہب کا نام لے کر، کبھی زبان

www.abulhasanalinadwi.org

کے نام پر، کبھی علاقہ کے نام پر انسان کو انسان سے الگ کرنے کی جو نامناسب کوششیں ہو رہی ہیں ان کو روکنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

اس جلسہ کو خطاب کرتے ہوے سوامی جی نے کہا:

حق کے علمبردار بنو

موجودہ ہندوستانی سماج میں سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہاں امن وشانتی اور بھائی چارہ کا ماحول پیدا کیا جائے اور یہ ماحول اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک ہندو مسلمان جو اس ملک میں سب سے بڑی تعداد میں بستے ہیں ان دونوں کے درمیان شک وشبہ کے ماحول کو ختم نہ کردیا جائے، مسلمان بھائیوں کے بارے میں ہندوؤں میں بہت شک وشبہ پایا جاتا ہے، اگر کوئی مسلمان ٹرین کے ڈبہ میں آجائے تو دوسرا بھائی اس کے پاس سے اٹھ کر چلا جاتا ہے وہ سیٹ بدل لیتا ہے، اس لیے کہ اس کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی کہ یہ بم رکھ کر آیا ہوگا، یہ سب نتیجہ ہے غلط پروپگنڈہ کا، اس سے پوری دنیا متاثر ہو رہی ہے، ہمارا دیش بھی متاثر ہو رہا ہے، دور کیوں جایئے میں خود اس کا شکار ہو چکا ہوں، میں بھی اسلام کے بارے میں اتنے غلط خیالات کا شکار رہا کہ میں نے پوری کتاب لکھ ڈالی جس کا نام رکھا ''اسلامک آتنک واد کا اتیہاس'' کتاب لکھنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ غلط تو نہیں ہے؟ سچ جاننے کے لیے میں نے قرآن کا دوبارہ مطالعہ کیا اور اصل ضرورت مطالعہ کی اس لیے پیش آئی کہ جب میرے کان میں جملہ پڑا کہ مسلم علماء نے کہا کہ ''مذہب اسلام کا آتنک واد سے کوئی تعلق نہیں''۔ تب میں سوچنے پر مجبور ہوا کہ کیا واقعی ایسا ہے اور مطالعہ شروع کیا لیکن اس بار میرا مطالعہ حقیقت شناسی کے لیے اور غیر جانب دارانہ تھا، لازمی طور پر مجھے علم ہوا کہ میں نے جو کچھ لکھا وہ حقیقت کے بالکل برعکس تھا، میں نے غلط اور حقیقت سے دور باتیں دنیا میں پھیلا دیں، ایک مذہبی آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق کا علمبردار ہو، ناحق کا ساتھ ہرگز نہ دے، لہذا

www.abulhasanalinadwi.org

میں نے دوسری کتاب لکھی ''اسلام آتنک یا آدرش'' اور چھپوا کر لوگوں کے حوالہ کر دیا تاکہ خود فیصلہ کریں کہ آیا اسلام آتنک ہے یا آدرش۔ اس کتاب کا انگریزی اور اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

اخیر میں ہنومان ویایام پرسارک منڈل کے صدر پربھاکر راؤ صاحب نے شکریہ کے کلمات پیش کیے، اظہار مسرت بھی کیا کہ مسلم بھائیوں نے بڑی تعداد میں ہمارے ادارے میں منعقد پروگرام میں شرکت کی۔

عصر سے قبل تحصیل نیر پرسوپنت ضلع ایوت محل کے لیے روانگی ہوئی، یہاں داعی تھے مولانا رضوان اللہ خاں ندوی جنھوں نے ۱۲ رسال قبل مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے منسوب ندوہ کے نصاب تعلیم کے مطابق ایک تعلیمی ادارہ قائم کر رکھا ہے، فی الوقت مدرسہ کی مستقل عمارت نہیں بن سکی ہے البتہ ۸ر ایکڑ پر مشتمل ایک قطعہ زمین خرید اجا چکا ہے، جلد ہی تعمیر کا منصوبہ ہے، مولوی رضوان اللہ خاں ندوی اس کے مہتمم ہیں۔ چونکہ اختتام پروگرام پر رات ہی میں واپسی ہوگئی لہذا مدرسہ کی زیارت سے تو محرومی رہی مگر مولانا رضوان اللہ کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا ندوہ کے زمانہ طالب علمی میں راقم کا فضیلت دوم تک ان کا ساتھ رہا، موصوف ہمارے چند بے تکلف دوستوں میں سے تھے، الاصلاح کی ذمہ داریوں میں بھی ان کا مخلصانہ تعاون حاصل رہا، مختصر ہی سہی مگر اس ملاقات سے خوشی ہوئی، پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔

پروگرام سے قبل قیام گاہ پر قریبی مقام پُوسد سے عرفان خاں صاحب کی معیت میں چند حضرات بغرض ملاقات تشریف لائے، اس وفد نے تحریک پیام انسانیت کے اغراض ومقاصد سے دلچسپی کا اظہار کیا، ان حضرات نے اپنے یہاں (پوسد میں) پیام انسانیت کے بینر تلے پروگرام کی خواہش ظاہر کی، مولانا محترم سے کوئی تاریخ متعین کرنے کی درخواست کی۔ کچھ دیر مغرب سے قبل تک مختلف امور پر

www.abulhasanalinadwi.org

گفتگو رہی، اس مجلس میں الحاج پروفیسر ظہیر اللہ خاں صاحب امیر تبلیغ ضلع ایوت محل بھی تشریف رکھتے تھے۔

نماز مغرب کے بعد ۷ ربجے شام سے جلسہ کا آغاز تھا، تمام شرکاء مولانا محترم کی معیت میں وقت پر میمن جماعت خانہ کے گراؤنڈ پر پہنچ چکے تھے، وقت سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ راقم نے تحریک کا تعارف پیش کیا اور کاروان انسانیت کے مقاصد پر روشنی ڈالی، حضرت مفکر اسلام علیہ الرحمہ کے اقوال کی روشنی میں چند باتیں عرض کی گئیں۔

بالا جی مندر کے مہنت شری رام لکھن داس نے انسانیت اور آپسی محبت اور بھائی چارہ کے فروغ کے لیے مذہب کی سطح سے اوپر اٹھ کر کام کرنے کے سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا، اس بارے میں اپنے تجربات بھی بیان کیے۔

شری کانت امبر کر صاحب تحصیل دار نیر پر سوپنت بھی آغاز سے اختتام تک پروگرام میں موجود رہے۔

آگ بجھانے کی ضرورت ہے

سوامی جی کو خطاب کی دعوت دی گئی آپ نے کہا:

آج کچھ لوگ ذاتی اغراض کے لیے اسلام کی تعریف من مانے ڈھنگ سے کر رہے ہیں، مثال کے طور پر اسلام مذہب کو دہشت گردی پھیلانے والا مذہب بتا رہے ہیں، یہ بہت غلط بات ہے یہ بات سماج اور ہمارے ملک دونوں کے لیے نقصان دہ ہے، اگر ۲۰ کروڑ مسلم بھائیوں کو دہشت گردی سے جوڑ دیا جائے گا تو کیا ہوگا، اس ملک کا کیا ہوگا کیا آپ نے سوچا ہے؟ جو جدید نسل ہے وہ کیا سوچے گی؟ ظاہر ہے ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ کہے کہ جب ہم کو آتنک وادی ہی کہا جا رہا ہے تو آتنک وادہی سہی، پھر سوچئے اس دیش کا کیا ہوگا؟ اس دیش میں وہ آگ لگے گی جو بجھائے نہ بجھے گی، آگ بھڑکانے کی نہیں آگ پر پانی ڈالنے کی ضرورت ہے، سچائی سامنے لا

www.abulhasanalinadwi.org

نے کی ضرورت ہے۔

آپ ذرا سوچئے کہ اسلام میں آتنک کہاں ہے، اسلام تو نام ہے انسانیت کا، میں کہا کرتا ہوں کہ اسلام اور انسانیت دونوں ایک ہی چیز ہیں، اس لیے ظلم، ناانصافی، زیادتی کا مخالف اسلام سے بڑھ کر کوئی نہیں، اس کا ثبوت قرآن مجید میں ملتا ہے سورہ نمبر ۵ آیت نمبر ۳۲ میں آیا ہے کہ "اور جس نے کسی کو ناحق قتل کر دیا یا ملک میں فساد پھیلانے کے لیے قتل کیا تو اس نے سارے انسانوں کو قتل کر دیا اور اگر کسی نے کسی کو بچایا تو گویا اس نے سارے انسانوں کو بچایا" کتنی بڑی بات ہے اس کے بعد بھی اسلام کو آتنک واد سے جوڑا جائے تو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے؟ میں ہندو بھائیوں سے کہنا چاہتا ہوں وہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اسلام کا دہشت گردی سے کوئی جوڑ نہیں ہے۔

ملک اور انسانیت کی خیر خواہی

آخر میں صدر جلسہ اور میر کارواں حضرت مولانا مدظلہ نے فرمایا:

بھائیو اور دوستو! ابھی آپ نے سنا ہے کہ پیام انسانیت فورم کی طرف سے یہ جلسہ ہو رہا ہے جس میں ہم سب جمع ہیں، اس کا مقصد کیا ہے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے آپ سب حضرات قابل مبارک باد ہیں کہ آپ کو انسانیت کی فکر ہے، آپ کا یہاں آنا علامت ہے کہ انسانیت، آپسی میل جول، محبت اور ایک دوسرے کے کام آنے کا جذبہ ہمارے اندر موجود ہے، آپ چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اور ہمارے سماج میں جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں، ان کا خاتمہ ہو۔ یہ ملک جہاں سبھی مذاہب کے ماننے والے ایک ساتھ مل جل کر رہتے آئے ہیں، جس کے لیے ہمارے پُرکھوں نے قربانیاں دی ہیں آج مٹھی بھر لوگ اس کو نقصان پہنچا رہے ہیں، روشن روایات کو مٹانا چاہتے ہیں، طاقتور کمزوروں کو ستا رہا ہے، ایک طبقہ اپنی تجوریاں بھر رہا ہے دوسرا طبقہ ایک ایک روٹی کا محتاج ہے، لوٹ کھسوٹ کا ماحول ملک کو کھوکھلا کر رہا ہے، اور سب

www.abulhasanalinadwi.org

سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ ان برائیوں کو برا سمجھنے والے کم ہوتے جارہے ہیں، یہ بات ملک اور ہمارے وطن عزیز کے لیے اچھی نہیں ہے ہر آدمی ذاتی فائدہ سوچ رہا ہے، ہر شخص ملک کی نہیں اپنی فکر میں ہے۔ پیام انسانیت فورم کے بانی حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا گیا ہے کہ اسٹیشن پر لگی ہوئی پانی کی ٹونٹیوں سے اگر پانی بہہ رہا ہے تو وہ رک کر اس کو بند کر دیتے تھے کہ یہ پانی بلا وجہ ضائع ہو رہا ہے، دیکھئے یہ بہت چھوٹا سا کام ہے مگر یہ بھی ملک کی خدمت ہے، آج تو لوگ موقع ملے تو ٹونٹی کیا پورا پائپ اکھاڑ لیں یہ چیز اچھی نہیں ہے۔ اس سوچ کو بدلنا ہوگا، آپ سب یہ پیغام لے کر جائیں کہ ہم کو اس ملک کو ترقی دینا ہے، اپنے کردار وعمل سے اس میں چار چاند لگانا ہے، ملک اور انسانیت کی خدمت کرنی ہے، اس کے لیے فکرمند رہنا ہے۔ اس کے لیے خیر خواہی کا جذبہ پیدا کیجئے۔

مولانا محترم کے خطاب کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا، رات ہی میں امراوتی کے لیے واپسی ہوگئی۔

ان الدین عنداللہ الاسلام

کل صبح (۸/مارچ کو) ہولی کا تہوار تھا، عموماً ایک شب قبل تقریباً ۹-۱۰ بجے رات میں برادران وطن کے ہاں ہولیکا جلانے کی رسم ہوتی ہے، خیال تھا کہ واپسی میں کہیں دشواری نہ ہو، کیونکہ ہر آبادی میں راستوں کے کنارے یہ مذہبی رسم انجام پاتی ہے (جیسا کہ ہمارے علاقہ میں رواج ہے) مگر ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت میں کہیں بھی ایسا کوئی منظر دیکھنے میں نہیں آیا، نیر میں غروب سے پہلے ہی قیام گاہ کے قریب ہولیکا جلتے ہوئے دیکھا گیا، گویا وقت کی تعیین اور اہمیت کے بغیر صرف رسم کی انجام دہی مقصود تھی، ایسے مواقع پر خصوصاً اسلام کی حقانیت وصداقت پر ایمان مزید مستحکم ہو جاتا ہے، کہ عبادات ہوں یا معاملات یا کوئی بھی شعبہ کہیں بھی رسمیات کا کوئی گزر نہیں، وہ ہر طرح کی علاقائی، تمدنی اور معاشرتی رسمیات کی زنجیروں سے آزاد ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیا کے

www.abulhasanalinadwi.org

ایک سرے کا رہنے والا مسلمان اگر دوسرے سرے پر چلا جائے اور اس سے کہا جائے کہ نماز کی امامت کیجئے تو وہ آگے بڑھے گا اور بلا تکلف جماعت کی امامت کردیگا اور ہرگز یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں سمجھے گا کہ آپ کے یہاں بڑھی جانے والی نماز کی کیفیت اور طریقہ ادائیگی کیا ہے؟ اسی لیے تو دل وزبان اس بات کی گوہی دیتے ہیں کہ ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران، ۱۹) اور اس کے علاوہ جتنے راستے اور طریقے ہیں وہ نا مقبول ومن یبتغ غیر الاسلام دیناًفلن یقبل منہ (آل عمران، ۸۵)

نیر پرسو پنت سے رات تقریباً 12.30 پر امراوتی واپسی ہوئی، یہاں عبدالرزاق صاحب کے دولت کدہ واقع پیراڈائز کالونی میں قیام ہوا، رات کا خاصا حصہ گزر چکا تھا مگر صاحب خانہ نے خندہ پیشانی سے استقبال کیا، تقریباً 24 گھنٹے ان کے ہاں گزرے انھوں نے مع اہل خانہ خوب مہمان نوازی کی، پورا گھر ہی راحت رسانی میں لگا رہا، چونکہ آج آرام کا وقت زیادہ ملا، ساتھ ہی صاحب خانہ کی پرخلوص توجہ، سلیقہ اور اپنائیت کا اثر تھا کہ مولانا محترم اور دیگر رفقاء کو بھی بہت راحت محسوس ہوئی، سفر میں حضر کا لطف ملا، بھائی عبدالرزاق صاحب بھی مانوس ہوے، مع اہلیہ مولا نا محترم سے بیعت کا تعلق قائم کیا، دوبارہ آنے کی دعوت بھی دی۔ اللہ تعالی انھیں اور ان کے اہل خانہ کو حفظ وامان میں رکھے انھوں نے مسافروں کے ساتھ اکرام کا معاملہ کیا اللہ تعالی انھیں اجر سے نوازے۔

اِسی کالونی میں واقع نو تعمیر اور وسیع مسجد خضریٰ میں ظہر بعد مولانا مدظلہ کا بیان ہونا تھا، امام صاحب نے تعارفی کلمات کہے بعد ازآں مولانا مدظلہ نے فرمایا:

ایمان کا نور

اللہ کی نگاہ میں زندہ وہی ہے جو ہدایت یاب ہو، جو ہدایت سے محروم ہو اس کو قرآن مجید مردہ سے تعبیر کررہا ہے، فی الحقیقت ایمان ایک روح ہے، لہذا انسان اگر صرف ذاتی خواہشات کی تکمیل میں لگا رہے تو گویا وہ جانور ہے، اللہ تبارک وتعالی

www.abulhasanalinadwi.org

کی عطا کردہ نعمت سے اگر فائدہ نہیں اٹھا رہا ہے تو جانوروں کی صف سے بھی آگے نکل جاتا ہے ارشاد ہے اولئک کالانعام بل هم اضل (وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ اس سے بھی زیادہ بے راہ) اعراف، ۱۷۹۔ کیونکہ جانور بھی اپنی تمام تر بے شعوری بے عملی اور عدم واقفیت کی بنا پر ایک حد تک ہی جاتا ہے، مگر انسان جب برائی کرنے پر آتا ہے تو ساری حدوں سے تجاوز کر جاتا ہے اور اس وقت تو شیطان بھی شرماتا ہے، وہی انسان جس کو خالق کائنات نے اعلیٰ واشرف بنایا ہے وہ پستی اور اخلاقی گراوٹ کی آخری حدوں تک چلا جاتا ہے، اگر ایمان کا پاس ولحاظ نہیں ہوتا تو رشوت، سود، اور دوسروں کا حق دبا لینے جیسے جرائم کا بے دھڑک ارتکاب کرتا ہے، ذرا بھی ہچکچاہٹ اور پریشانی محسوس نہیں کرتا، بس تفریق کرنے والی چیز ایمان کی روشنی ہے، یہی روشنی اس کو بتاتی ہے کہ حرام آمدنی سے، سود جمع کرنے سے، رشوت لینے سے خرابیاں آتی ہیں، قرآن نے فرمایا یمشی به یعنی ایمان کی روشنی سے درست اور سیدھے راستہ پر چلتا ہے۔ خوب سمجھ لیں ایمان بہت غیرت مند ہے، ناقدری بالکل برداشت نہیں کرتا، لہذا اس عطائے خداوندی کی قدر کرنی چاہیے۔ اس کا احترام کیا جائے تاکہ ہمارے اندر ایمانی کیفیات فزوں تر ہوں۔

بعد نماز عصر مسجد صحابہ نورنگر میں علماء کرام اور ائمہ شہر کے اجتماع میں شرکت اور خطاب طے تھا، لہذا عصر کی نماز مذکورہ مسجد میں ادا کی گئی، ماشاء اللہ علماء کرام کی بڑی تعداد موجود تھی۔ بعد نماز مولانا محترم کا خطاب ہوا۔

آپ نے اس خصوصی خطاب میں فرمایا:

علماء کی حیثیت قطب نما کی ہے

کسی علم والے سے کہا جائے کہ علم ایسا ہوتا ہے، اس کے اثرات اس کی حیثیت یوں ہوتی ہے تو کوئی مناسب بات نہیں اسلئے کہ وہ خود علم سے آراستہ ہے، لیکن چونکہ اللہ نے انسان کے ساتھ نسیان وابستہ کیا ہے چنانچہ اگر ایک طرف وعلم

www.abulhasanalinadwi.org

آدم الاسماء کلھا (بقرہ،۳۱) تو دوسری طرف نَسِیَ بھی فرمایا، لہذا یہ کہنا سننا بھی فائدہ سے خالی نہیں، تو اللہ رب العزت نے ایک طرف مسجود ملائک بنا دیا یعنی مادون الملائکہ مخلوقات خود بخود مسجود ہو گئیں اور آپ ان کے سردار و محترم قرار پائے، اور اسی سے آپ کی اصل حیثیت واضح فرمادی گئی، لہذا آپ کو اپنی حیثیت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے، اسی بنا پر قرآن مجید نے ثقل قرار دیا ہے، لہذا آپ کو بھاری بھر کم رہنا چاہیے، کوئی مخدوم خادم کے سامنے جھک جائے تو حیرت کی بات ہے، کس قدر حیرت وافسوس کا مقام ہے کہ جس انسان کو اللہ رب العزت نے مقام عظیم عطا فرمایا وہ بے جھجھک غیر اللہ کے سامنے بھی جھکا جا رہا ہے، نتیجتاً وہ بے حیثیت ہو کر رہ جاتا ہے۔ آپ کو باوزن رہنا چاہیے اور باوزن اسی وقت ہوں گے جب دو باوزن چیزوں کے ساتھ خود کو وابستہ کر دیں گے، ایک ہے کتاب اللہ دوسری سنت رسول اللہ، علما کی ذمہ داری ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ایسے عامل ہوں اور ان پر عمل کے نتیجہ میں ایسے باوزن ہوں کہ لوگ ان کو دیکھ کر راہ راست پر آئیں جو ان کی صحبت میں آجائے وہ کندن بن جائے۔

دوسری طرف نَسِیَ فرمایا گیا چنانچہ جب ہم پڑھتے ہیں، دیکھتے ہیں تو یاد رہتا ہے، بعد میں بھول جاتے ہیں، تو یاد کرنے کے لیے یہ مجالس برپا کی جاتی ہیں، یہ مذاکرے ہوتے ہیں۔

آج بڑا مسئلہ یہ ہو گیا ہے کہ ہم دنیوی اسباب کو سامنے رکھ کر اپنے اندر وزن پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور جماعت سازی اور گروہ بندی میں لگے ہوے ہیں، حالانکہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں عہد رسالت سے لیکر آج تک اہل حق نے ایسا نہیں کیا، ہمیشہ اہل باطل کی طرف سے فرقہ بندی اور گروہ بندی کی کوششیں کی گئیں، قرامطہ، جہمیہ، معتزلہ، شیعہ یہ سب اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ امام احمد بن حنبل تنہا تھے کوئی جماعت ان کے ساتھ نہ تھی مگر مقابلہ میں ساری جماعتیں ڈھیر ہو گئیں، علماء

www.abulhasanalinadwi.org

کی یہ شان ہوتی ہے، دین اسی سے قائم رہا، جماعتوں سے عصبیت پیدا ہوتی ہے، ید اللہ علی الجماعۃ سے مراد سارے مسلمان ہیں نہ کہ کوئی خاص جماعت اور گروہ، اسی لیے حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشن اور تحریک کے سلسلے میں فرماتے تھے، یہ کام ہے جماعت نہیں، حضرت فرماتے تھے کہ علماء قطب نما کی طرح ہیں، علماء کی شان حق اور غلط بتانا ہے اور یہ شان پیدا ہوگی اس وقت جب علم ہو کتاب اللہ کا، عمل بالسنۃ ہو، رسوخ فی العلم ہو۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی عالم تھے اور فیضی بھی عالم مگر انھوں نے گمراہی کا کام کیا، وہ سجدہ ریز ہوئے۔ جو مالداروں کے تابع ہوا وہ بے وزن ہوگا، جو گروہوں میں بٹے گا وہ بے وزن ہوگا، جو رہنما بن کر رہے گا وہ باوزن ہوگا۔ بے ادبی کی معافی کے ساتھ عرض کردوں، حدیث میں آتا ہے علم اٹھا لیا جائے گا، جاہل رہ جائیں گے، جو خود گمراہ ہوں گے دوسروں کو گمراہ کریں گے۔

گہرائی پیدا کرنے کے لیے آپ کا مطالعہ وسیع ہونا چاہیے علمائے سلف کی رائے سے واقفیت ضروری ہے نیز ہمارے علماء کو زمانے کے حالات سے واقف ہونا بھی اشد ضروری ہے، ہمارے بزرگوں میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھئے ان کی نظر بے حد گہری تھی، انھوں نے سب کا جواب دیا، اسی طرح ہمارے علماء کو فتنوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدرت رامی شناسم

کوئی کیسا بھی بہروپ بنا کر آئے آپ کے اندر ایسی صلاحیت ہو کہ آپ دھوکہ نہ کھا سکیں، آپ کو کوئی استعمال نہ کر سکے پوری بصیرت، فہم وفراست اور عالمانہ شان کے ساتھ قائدانہ رول ادا کریں۔

میں آپ کے درمیان کا آدمی ہوں، حکم ہوا تو بیٹھ گیا یہ تذکیر ہے اور اس سے بے شک فائدہ ہوتا ہے، چونکہ نسیان ہماری صفت ہے لہٰذا ایسا ہو جاتا ہے، بس اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

سے توفیق مانگی جائے اور خود کو باوزن بنایا جائے، ہمارے وزن سے امت اسلامیہ میں وزن پیدا ہوگا۔

بعد نماز عشاء 8.30 پر پیام انسانیت کے جلسہ میں شریک ہونا تھا، لیکن دن ہی میں مفتی محمد جابر صاحب جو حضرت مولانا عبداللطیف صاحب تلہڑی مظاہریؒ کے خلیفہ ہیں قیام گاہ پر تشریف لاکر خانقاہ آنے کی دعوت دے گئے تھے، وقت کم تھا مگر ان کی دلجوئی مقصود تھی لہذا نماز عشاء مسجد گلستاں نگر میں ادا کرنا طے ہوا، یہ مسجد شاہ بہلول ٹرسٹ کے زیر اہتمام ہے جہاں مفتی صاحب کی ''خانقاہ لطیفیہ'' واقع ہے۔ اس جگہ ہر جمعرات کو بعد نماز عشاء مجلس ذکر وارشاد منعقد ہوتی ہے، تقریباً ڈیڑھ دوسو افراد شریک ہوتے ہیں، مفتی صاحب موجود تھے مگر آج کی مجلس جلسہ پیام انسانیت کی وجہ سے ملتوی کر کے متعلقین کو جلسہ گاہ روانہ کر چکے تھے، کچھ لوگوں کو روک رکھا تھا، مولانا محترم کو زحمت دینے کا مقصد یہ تھا کہ حاضری اور دعا ہو جائے، بیان کی بھی درخواست کی۔ مولانا مدظلہ نے قلت وقت کے پیش نظر مختصر بیان فرمایا۔

مخلوق کی دادرسی بھی دین کی خدمت

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ان تنصروا اللہ ینصرکم (محمد، ۷) مخلوق پر احسان کریں گے، حسن سلوک سے کام لیں گے، پریشان حال اور ضرورت مند لوگوں کے کام آئیں گے، تو اللہ بھی آپ کے ساتھ اچھا معاملہ فرمائے گا، ہمارے نبی جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کمزوروں کی مدد پر ہمہ وقت آمادہ وتیار رہتے تھے، کسی کی ضرورت میں کام آنا مبتلائے مصیبت شخص کی مصیبت دور کرا دینا کمزوروں اور ضعفاء کی مدد واعانت پیغمبرانہ کام ہیں، یورپ کی نقالی ہو رہی ہے، ہر شخص اپنی ذات تک محدود ہونا چاہتا ہے، وہ سوچ رہا ہے تو صرف اپنی ذات کے بارے میں، اس کی فکر کا محور صرف اپنی ذات ہے، مدد وتعاون کا جذبہ مفقود ہوتا جا رہا ہے، یہ سب اسلامی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے کہ ہم اپنی شناخت اور پہچان کھوتے جا رہے ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

بیماروں کی مزاج پرسی، کمزوروں، لاچاروں کی پریشانی میں کام آنا، عورتوں اور بڑی عمر کے لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا معاملہ کرنا یہ سب بھی دین کے کام ہیں، خدمت خلق کا بھی بہت اجر ہے، دین کے دوسرے شعبوں پر تو ہماری خوب توجہ ہے مگر ان چیزوں کو ضروری نہیں سمجھتے، جب کہ ان کی اہمیت بھی کچھ کم نہیں، خواص کو اس کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔

بیان ودعا کے بعد جلسہ پیام انسانیت میں شرکت کے لیے کارواں واحد فنکشن ہال کے لیے روانہ ہوا، آج برادران وطن کا تہوار تھا، لہذا ان کی حاضری مختصر تھی مگر مسلمانوں کا مجمع بہت بڑا تھا، جو بڑھتا ہی جا رہا تھا، وسیع وعریض ہال بھر چکا تھا، ہال کے ہر دو جانب تقریباً ۲۵ فٹ چوڑی راہ داری پر ہو چکی تھی نیز سامنے کے وسیع حصہ میں بھی لوگوں کے اژدہام کے باعث جگہ ختم ہو چکی تھی اور لوگ باہر سڑک تک کھڑے ہوئے تھے، اختتام جلسہ تک لوگوں کی آمد جاری تھی۔

ابتداء میں راقم سے کچھ عرض کرنے کے لیے کہا گیا چنانچہ چند ضروری باتیں گوش گزار کی گئیں۔ چونکہ جلسہ میں اکثریت مسلمانوں کی تھی اس لئے ہم نے ان کی حاضری اور کثیر تعداد میں موجودگی کی مناسبت سے اپنی گفتگو میں بالخصوص ان بیماریوں کا ذکر کیا جو مسلم معاشرہ کو کھوکھلا کر رہی ہیں اور اسے تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں۔

راقم کے بعد سوامی جی کا خطاب ہوا، آپ نے کہا:

اسلام کو دیکھو مسلمان کو مت دیکھو

کوئی بھی دھرم ہو چاہے سناتن ویدک دھرم ہو یا اسلام دھرم کبھی بھی برائی نہیں پھیلاتا، مذاہب لوگوں کی راہ نمائی کے لیے ہوتے ہیں، گمراہ کرنے کے لیے نہیں، مذہب کی تعلیمات اندھیری رات میں روشنی کی طرح ہیں، ان کی تعلیمات سے ایک انسان کبھی گمراہ ہو ہی نہیں سکتا، مگر دکھ کی بات ہے کہ آج کچھ لوگ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو مذہب کا ٹھیکیدار سمجھ بیٹھے ہیں اور اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کو

www.abulhasanalinadwi.org

گمراہ کن اور فساد کی جڑ گردانتے ہیں، ان کے خیال میں ایسے مذاہب کو اور اس کے ماننے والوں کو اس ملک میں رہنے کا کوئی حق نہیں، یہ سب نادانی کی باتیں ہیں۔ وہ لوگ غلط تجزیہ کر رہے ہیں، ایسے لوگ اپنے ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں نہ ہو پائیں گے۔

میرے سامنے مسلمان ہی بڑی تعداد میں ہیں، لہذا میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ان طوفانوں سے گھبرایئے نہیں، اپنے اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے راستے پر مضبوطی اور سچائی کے ساتھ چلتے رہیں تو کوئی آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جو لوگ آج اسلام کے خلاف بات کرتے ہیں تو اصل میں وہ اسلام کی تعلیم سے واقف ہی نہیں ہیں آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان کو بتائیں، ان کی لاعلمی دور ہوگی تو مخالفت بھی جاتی رہے گی۔ مگر آپ ہمیں معاف کیجئے گا آج تو خود مسلمان بھی اسلام کو کم نقصان نہیں پہنچا رہا ہے، اسی لیے کبھی کبھی کہنا پڑتا ہے کہ ''اسلام کو دیکھو مسلمان کو مت دیکھو''۔ جب آپ کے بارے میں لوگوں کے یہ خیالات ہوں گے تو آپ موجودہ اسلام مخالف ماحول کو کیونکر سازگار بنا سکتے ہیں؟ لہذا پہلے خود عمل کیجئے تاکہ آپ کو دیکھ کر آپ کے ساتھ رہ کر کوئی اسلام کو برا نہ سمجھے، برا نہ کہے۔ بلکہ آپ کو دیکھ کر اسلام کے بارے میں اچھی رائے قائم کرے۔

سید احمد شہید ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر سوسائٹی کی جانب سے اس پروگرام کے منتظمین کو مومنٹو، شال اور کتابیں پیش کی گئیں، یہ انعامات مولانا محترم کے دست مبارک سے دیے گئے، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے یہ ایوارڈ منسوب تھا۔

پروگرام کے اخیر میں میر کارواں اور صدر جلسہ حضرت مولانا مدظلہ کا خطاب ہوا، آپ نے فرمایا:

اپنی نافعیت ثابت کیجئے

یہاں آپ حضرات کی اتنی اچھی تعداد دیکھ کر مسرت ہو رہی ہے، مگر یہ مسرت

www.abulhasanalinadwi.org

اسی وقت دائمی ہوسکتی ہے جب آپ واقعی اچھی تعداد کے ساتھ خود بھی اچھے ہوں، اور حقیقی طور پر اچھا وہی ہے جو اللہ کی نگاہ میں بھی اچھا ہو، معاملات میں، اخلاقیات میں، معاشرت میں آپ ممتاز ہوں، آپ کلمہ گو ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ سراسر خیر ہے، آپ کو بھی خیر پر عامل اور خیر کا داعی ہونا چاہیے، اگر ایسا نہیں ہے تو ہمارے لیے غور وفکر کا مقام ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ شکر سے کہا جائے کی مٹھاس پیدا کرلو، اسی طرح مسلمانوں سے کہا جائے کہ آپ خود کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کا پابند بنایئے، ان کے سامنے سر تسلیم خم کردیجیے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ اسلام نام ہی ہے سپر اندازی کا، اپنی مرضی کو اللہ سبحانہ وتعالی کے احکامات کے تابع کردینے کا اور اسلام کو ماننے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔ مگر افسوس مسلمان اپنی خصوصیات وامتیازات کو کھوتا جارہا ہے۔

ساری چیزوں کے ساتھ، اسلام کے تمام احکامات کے ساتھ ضروری ہے کہ آپ اپنی نافعیت ثابت کیجیے، لوگ آپ کو سرآنکھوں پر بٹھائیں گے، اس ملک میں کرنے کے بہت سے کام ہیں، ان کو سمجھئے اور اپنی خدمات پیش کیجیے۔ دوسروں کے کام آیئے، دوسروں سے محبت کیجیے، غم بانٹیے، دیکھئے کہ آپ کے ساتھ کیسا سلوک ہوتا ہے، آپ تو اپنوں کے لیے ہی بیگانے بنے ہوئے ہیں دوسروں کا تو خیال ہی نہیں آتا، آج ہم ابتری کا شکار ہیں مسلم سماج ابتری سے دوچار ہے للہ آپ اٹھ کھڑے ہوں، ماحول ومعاشرہ کو درست کریں ورنہ تاریخ میں ایسے واقعات بھی موجود ہیں جب بڑی سے بڑی تعداد بھی کسی کام کی نہ رہی اور حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹادی گئی۔

مولانا محترم کا بیان قوت کے ساتھ جاری تھا، لوگ بھی گوش برآواز تھے، مگر درمیان میں ہی موقوف کرنا پڑا کیونکہ ۱۲ ربجے کے قریب اگلی منزل کے لیے روانگی طے تھی، ٹرین کا وقت بالکل قریب تھا۔ لہذا جلسہ کے اختتام کا اعلان ہوا۔

عوامی اژدہام کی وجہ سے جلسہ گاہ سے نکلنا مشکل تھا، دھیرے دھیرے گاڑی باہر آئی، قیام گاہ پر پہنچے وہاں سے فوراً اسٹیشن کے لیے روانہ ہوئے جہاں سے

www.abulhasanalinadwi.org

بذریعہ ٹرین منماڈ کے لیے روانگی ہوئی، اسٹیشن پرنا گپور تک کے حضرات جو ابھی تک ساتھ تھے وہ بھی نیز یہاں کے متعدد افراد نے الوداع کہا اور کارواں اگلی منزل (کوپر گاؤں) کے لیے روانہ ہو گیا۔

۹ رمارچ بروز جمعہ صبح ۶ ربجے ٹرین منماڈ پہونچی تو مولانا عزیر احمد ندوی صاحب، مولانا یسین ندوی صاحب، شاہد صاحب چوڑی والے اور دیگر حضرات مو جود تھے، یہاں شاہد صاحب کے دولت خانہ پر تھوڑی دیر رکنے اور چائے نوشی کے بعد کارواں کوپر گاؤں ضلع احمد نگر کے لیے رانہ ہو گیا۔

قلعۂ احمد نگر اور مولانا آزادؒ

کارواں اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا، صبح کا جاں فزا موسم، قدرے خنکی کے ساتھ تیز ہواؤں کے جھونکے، کار کی رفتار تیز ہوتی جا رہی ہے، مناظر تیزی سے نگاہوں کے سامنے آ، جا رہے ہیں، جن میں پہاڑوں کے سلسلے بھی ہیں، اچانک ڈرائیور نے متوجہ کیا کہ سامنے دیکھئے پہاڑوں کے سلسلہ میں ایک پہاڑ اس ہیئت کا گویا کہ کسی نے مٹھی بند کر کے انگوٹھا بلند کر رکھا ہو، نگاہوں نے تصدیق کی۔ ہم کچھ دیر اس منظر سے لطف اندوز ہوتے رہے، پھر ذہن کے دریچے کھلنے لگے کہ یہ ضلع تاریخی شہادتوں میں سے ایک اہم شہادت کا امین ہے۔

یہیں وہ ۵۰۰ سو سالہ قدیم قلعہ واقع ہے جسکو نظام شاہی سلطنت کے بانی احمد نظام شاہ نے ۱۴۹۰ء میں تعمیر کرایا تھا اور ماضی قریب میں محی الدین احمد نامی ایک جلیل القدر ہستی کی نسبت بھی حاصل ہو گئی ہے جس کو دنیا امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کے نام سے جانتی ہے۔ ۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ و تحریک کے دوران اسی قلعہ میں تقریباً ۳ رسال تک امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی تھیں، ''خطرناک قیدیوں'' میں پنڈت نہرو، بھی تھے جنھوں نے اسی جگہ ۱۹۴۴ء میں اپنی مشہور کتاب ''ڈسکوری آف انڈیا'' تحریر کی تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا آزاد نے لکھا ہے:

''نو مہینے ہوئے ۴ر دسمبر ۱۹۴۱ء کو نینی کے مرکزی قید خانہ کا دروازہ میرے لیے کھولا گیا تھا، کل ۹ر اگست ۱۹۴۲ء کو سوا دو بجے قلعہ احمد نگر کے حصار کہنہ کا نیا پھاٹک میرے لیے بند کر دیا گیا، اس کارخانہ ہزار شیوہ ورنگ میں کتنے ہی دروازے کھولے جاتے ہیں تاکہ بند ہوں اور کتنے ہی بند کئے جاتے ہیں تاکہ کھلیں، نو ماہ کی مدت بظاہر کوئی بڑی مدت نہیں معلوم ہوتی۔

دو کروٹیں ہیں عالم غفلت میں خواب کی

......دروازے کے اندر داخل ہوئے تو ایک مستطیل احاطہ سامنے تھا، غالباً دو سو فٹ لمبا اور ڈیڑھ سو فٹ چوڑا ہوگا۔ اس کے تینوں طرف بارک کی طرح کمروں کا سلسلہ چلا گیا ہے، کمروں کے سامنے برآمدہ ہے اور بیچ میں کھلی جگہ ہے، یہ اگرچہ اتنی وسیع نہیں کہ اسے میدان کہا جا سکے تاہم احاطے کے زندانیوں کے لیے میدان کا کام دے سکتی ہے۔

......مغربی رخ کے تمام کمرے کھلے اور چشم براہ تھے، قطار کا پہلا کمرہ میرے حصے میں آیا، میں نے اندر قدم رکھتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ چار پائی پر کہ بچھی ہوئی تھی دراز ہو گیا، نو مہینے کی تھکن اور نیند میرے ساتھ بستر پر گری۔'' (۱)

قلعۂ احمد نگر کی اسارت ہی کے زمانہ میں مولانا آزادؒ کے خامۂ گہر بار سے خطوط کا ایسا نادر مجموعہ وجود میں آیا جو جیل سے واپسی کے بعد ''غبار خاطر'' کی شکل اختیار کر گیا۔ بلاشبہ اردو ادب کے ذخیرہ میں یہ ایک بیش بہا اضافہ ہے۔

ڈاکٹر ظفر احمد نظامی لکھتے ہیں۔

---

(۱) غبار خاطر ص ۴۶، ۵۹، ۶۰

www.abulhasanalinadwi.org

''غبار خاطر'' مولانا کے قلم کی آخری یادگار ہے جو انھوں نے ہندوستان کی آزادی کے سلسلہ میں اپنی آخری قید کے دوران تصنیف کی، دراصل اس میں مولانا کے وہ تمام خطوط شامل ہیں جو انھوں نے احمد نگر کے قلعہ میں اپنی قید کے دنوں میں اپنے دوست نواب صدر یار جنگ، مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی رئیس بھیکم پور کے نام لکھے تھے، مگر ان میں سے کوئی خط کبھی ڈاک کے سپرد نہیں کیا جا سکا۔ کیونکہ قلعہ سے خط لکھنے کی ممانعت تھی دراصل مولانا نے اپنا جی بہلانے کی غرض سے خط لکھنے کا سلسلہ شروع کیا تھا، جس کے نتیجہ میں ایک اچھا خاصا فائل بن گیا، رہائی کے بعد یہ تمام خطوط مولانا نے اپنے سکریٹری اجمل خاں کے سپرد کر دیئے تا کہ وہ انھیں نواب صدر یا جنگ کو بھجوا دیں مگر اجمل خاں کے اصرار پر مولانا اسے کتابی شکل میں شائع کرنے کی اجازت دینے پر مجبور ہو گئے جسے ''غبار خاطر'' کا نام دیا گیا۔ اس تصنیف میں مولانا نے کہیں کہیں ذاتی حالات کا ذکر کیا ہے، لیکن بیشتر خطوط میں ادب، شاعری، تاریخ اور فلسفہ سے متعلق انتہائی معلوماتی مضامین قلم بند کئے ہیں۔ ان خطوں میں مولانا کا وہ دردناک خط بھی شامل ہے جو انھوں نے اپنی اہلیہ کی وفات اور بیماری سے متاثر ہو کر لکھا تھا۔ اس طرح خطوط کی شکل میں ''غبار خاطر'' ایک شاہکار تصنیف بن گئی ہے جس میں مولانا کی علمیت، قابلیت اور اہلیت کے نمونے ملتے ہیں۔ (۱)

تقریباً ۸ر بجے صبح ہم تحصیل کوپر گاؤں میں تھے جہاں آج شام ۷ر بجے ''جلسہ پیام انسانیت'' ہونا تھا، قیام گاہ کے راستے میں جلسہ گاہ سے گزرنا ہوا، ڈرائیور

(۱) مولانا آزاد کی کہانی، ص ۱۹۳ از ڈاکٹر ظفر احمد نظامی

www.abulhasanalinadwi.org

صاحب نے بتایا کہ گزشتہ ۴؍دنوں سے اسٹیج وجلسہ گاہ کی تیاری وآراستگی جاری ہے۔جائے پروگرام کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ علاقہ 80 فیصد شیوسینکوں کی آبادی پر مشتمل ہے اور پروگرام شہر کے سب سے اہم چوراہے پر شیواجی کے بلند وبالا مجسمے کے نیچے ہونا ہے، عموماً شہر کے بڑے پروگرام، عوامی جلسے وغیرہ وہیں منعقد ہوتے ہیں۔صوبہ مہاراشٹر میں شیوسینکوں کی بالادستی اور خاص ذہنیت کی بنا پر ذرا دیر کے لیے ذہن میں خلجان پیدا ہوا مگر فوراً ہی دل نے کہا انشاء اللہ آج سب سے اچھا پروگرام ہوگا، ہم نے اسی کا نام لے کر قدم بڑھایا ہے، اللہ کی نصرت بھی ساتھ ہوگی، بحمد اللہ شام کے بے حد کامیاب پروگرام سے اس کی تائید بھی ہوگئی۔

آج جمعہ تھا لہٰذا مقامی حضرات نے جمعہ میں مولانا کا خطاب بھی طے کر رکھا تھا، شہر کی مساجد میں اہم مسجد، مسجد مدینہ واقع مولوی گنج میں نماز جمعہ سے قبل مولانا مدظلہ نے ان الدنیا خلقت لکم وانکم خلقتم للآخرۃ کو موضوع بنا کر فرمایا:

آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا دانشمندی کے خلاف

عقیدہ کی پختگی ازحد ضروری ہے، آج اچھے خاصے لوگ فساد عقیدہ کا شکار ہوتے جارہے ہیں اور ان کو احساس بھی نہیں ہورہا ہے، ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ہمہ وقت یہ دھیان رکھے کہ مصرّف حقیقی صرف اور صرف ذات باری تعالی ہے، ہر چیز پر اسی کی قدرت ہے، دنیا کی تمام اشیاء اسی کے تابع ہیں، آج دنیا پوری طرح ہم پر سوار ہے، ہمارے ذہن ودماغ پر اسی کی حکمرانی ہے، اللہ رب العزت نے دنیا اور اسکی اشیاء کو ہمارے تابع بنایا تھا، مگر ہم نے ان کو حاکم کا درجہ دے دیا اور خود محکوم بن بیٹھے ہیں، اخروی نعمتوں اور ابدی زندگی کی جگہ دنیوی، چندروزہ اور حقیر زندگی کو ہم نے مقصود ومطلوب بنالیا ہے، بیشک بقدر ضرورت دنیا حاصل کی جائے مگر یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ اس کے لیے سب کچھ قربان کردیا جائے، آخرت کو فراموش کردیا

www.abulhasanalinadwi.org

جائے۔ دراصل یہ ثمرہ ہے عقیدہ کی کمزوری کا، لہذا عقیدہ کی فکر بے حد ضروری ہے، ہر ماں باپ کی اور ہر سرپرست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے زیر تربیت افراد کا خیال رکھے، عقیدہ کی درستگی اور پختگی کے لیے ہر گھر میں فکر کی جائے، ورنہ فی زمانہ اسکولوں اور کالجوں کے تعلیمی وتربیتی نظام پر اعتماد کر لینا کسی طرح مناسب نہیں، ضرورت ہے کہ ہر شخص اس سمت میں خاص توجہ وفکر کرے۔

راقم سطور کو شہر کی جامع مسجد جانے کا حکم ہوا چنانچہ میں نے نماز سے قبل "یاایھا الذین اٰمنو اقوا انفسکم واھلیکم ناراً" کی روشنی میں چند معروضات پیش کیں۔ نماز سے قبل امام صاحب نے بتایا کہ بعض دینی محنت کرنیوالے اصحاب پیام انسانیت کے کام کو مفید تصور نہیں فرماتے اور آج ہونے والے آپ کے پروگرام کے تعلق سے بھی ذہن صاف نہیں ہے، لہذا بانی تحریک حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وافکار کی روشنی میں چند باتیں اس سلسلہ میں بھی عرض کی گئیں۔ جس کا الحمد للہ اچھا اثر محسوس کیا گیا۔

بعد نماز عصر مدرسہ مفتاح العلوم (جس کے زیر اہتمام یہاں کا پروگرام طے تھا) حاضری ہوئی، یہاں اساتذہ وطلبۂ مدرسہ کے درمیان مولانا محترم کا بیان ہونا تھا۔ مذکورہ مدرسہ حضرت مولانا منیر احمد صاحب ملیؒ کا قائم کردہ ہے، سنہ تاسیس ۱۹۶۷ء ہے، موجودہ صدر بانی ادارہ کے صاحبزادے مولانا عزیر احمد ندوی صاحب ہیں، ادارہ میں ۱۵/اساتذہ تعلیم وتعلم میں مشغول ہیں، طلبہ کی تعداد ۱۵۰ ہے، حفظ کے شعبہ کے ساتھ درجہ ششم تک شعبہ عربی کی تعلیم کا نظم ہے، بچوں اور بچیوں کے لیے مکاتب، پرائمری اور ہائی اسکول تک تعلیم کا نظام ہے، معہد ملت مالیگاؤں کی سب سے اہم اور ممتاز شاخوں میں اس کا شمار ہے۔

مدرسہ کی مسجد میں طلبہ واساتذہ موجود تھے مولانا مدظلہ نے ان کو خطاب فرماتے ہوئے کہا:

www.abulhasanalinadwi.org

حاملینِ علم اپنا مقام نہ بھولیں

آپ حضرات علم سے وابستہ ہیں، تعلیم و تعلم جیسے کام سے جڑے ہوئے ہیں جو علم سے وابستہ ہوتا ہے وہ یقین سے وابستہ ہوتا ہے، وہ خشیت وتقویٰ کے مقام پر کسی نہ کسی درجہ میں فائز ہوتا ہے، معلومات کا پیکر ہوتا ہے، روشنی بکھیرنے والا اور نور افشانی کرنیوالا ہوتا ہے، لہذا آپ کی حیثیت چراغ کی ہے اور چراغ کو چراغ دکھایا جائے تو یہ بہت مناسب بات نہیں، بظاہر فائدہ بھی نہیں، لیکن بطور تذکیر چند امور کی طرف اشارہ کرتا ہوں، کہ بہر حال تذکیر بھی ضروری ہے، اس لیے کہ انسان کیساتھ نسیان وابستہ ہے اسی بنا پر کہا گیا الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے علم آدم الاسماء کلھا، معلوم ہوا کہ معلم حقیقی اللہ علیم وخبیر ہے، وہی اسباب اور علم کی صلاحیت پیدا فرماتا ہے، لہذا کمالات علمیہ میں انہماک اس کے لائق منصب ہے، کمالات عملیہ کے مقابلہ میں کمالات علمیہ فائز وممتاز ہیں، علم کا تعلق روح سے اور عمل کا تعلق جسم سے ہوتا ہے۔ جسم کے لیے روح ضروری ہے، علمی استعداد وصلاحیت کا پختہ اور مضبوط ہونا ضروری ہے۔ رب زدنی علماً فرمایا گیا رب زدنی سلوکاً نہیں فرمایا گیا۔ آپ نے دودھ کی تعبیر علم سے فرمائی ہے، دودھ کا جوڑ علم سے ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا نسقیکم ممافی بطونه من بین فرثٍ ودمٍ لبناً خالصاً سائغاً للشاربین (نحل،٦٦) اللہ رب تبارک وتعالیٰ خون اور رفث کے درمیان سے لبن خالص نکال رہا ہے۔ اور مشروبات تو اٹکتے ہیں، مگر دودھ کو سائغاً فرمایا جو اٹکتا نہیں، لیکن غور کیجئے اللہ تعالیٰ کتنے مراحل کے بعد لبن خالص عطا فرماتا ہے، چنانچہ علماء نے اشارہ فرمایا ہے کہ جب علم کا دودھ پی رہے ہو تو تم کو بھی بہت سے مراحل سے گزرنا ہوگا، مسائل ومشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا، مگر وہ تمہارے لیے سد راہ نہ بنیں، لہذا سمجھ لینا چاہیے کہ جس عالم کو الجھنیں اور پریشانیاں ہوں تو وہ حامل علم تو ہے مگر ابھی علم چشیدہ نہیں ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک امر اور قابل توجہ ہے کہ دودھ کے لیے برتن ضروری ہے اور برتن بھی صاف ستھرا ہونا شرط ہے ورنہ دودھ ذرا دیر بھی اپنی حالت پر قائم نہ رہ سکے گا، گندا اور خراب ہو جائے گا، ناقابل استعمال ہوگا، لہذا علم کو لینے کے لیے برتن کا صاف ہونا بھی ضروری ہے، اسی لیے تزکیہ کیساتھ جو علم آئیگا وہ پر نور ہوگا، کیونکہ علم کا تعلق کتاب سے ہے اور نور کا صاحب کتاب سے۔ علم صحیح جب کسی کو حاصل ہوتا ہے تو انھیں کو الراسخون کہتے ہیں، وہ قطب نما ہوتے ہیں، وہ مینارۂ نور بن جاتے ہیں، تو عالم وہی ہے جو تھپیڑوں پر تھپیڑے کھائے مگر قبلہ بتا تا رہے۔

اب ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ ہمارا مقام کیا ہے؟ اور ہم کہاں جا رہے ہیں، ہم اپنی حقیقت کو اور اصل مقام کو فراموش کرتے جا رہے ہیں، اپنے اصل مقام سے ہٹتے جا رہے ہیں اور جو اپنے اصل مقام کو بھول بیٹھے گا وہ کہیں کا نہ رہے گا۔

کامیاب ترین پروگرام

نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد پیام انسانیت کے جلسہ میں شرکت ہوئی، جلسہ گاہ شہر کی مصروف شاہراہ پر (ٹریفک کا رخ دوسری جانب کرنے کے بعد) تھی کھلا وسیع اسٹیج اور سامنے سر ہی سر نظر آرہے تھے جس میں تدریجاً اضافہ ہی ہو رہا تھا، جلسہ کے باقاعدہ آغاز تک تا حد نگاہ انسانوں کا سیلاب تھا جو انسانی اقدار کی بلندی اور انسانیت کے لیے فکر مندی کے احساسات کیساتھ موجود تھا، شرکاء کی تعداد 15 ہزار سے زائد رہی ہوگی۔ جس میں ہر مذہب کے لوگ شریک تھے، دور کا حال تو نہیں معلوم لیکن جب سامنے کی کرسیاں پر ہوگئیں تو اسٹیج کے سامنے کا وہ حصہ جسے چھوڑ کر کرسیاں لگائی گئی تھیں اس حصہ میں کھلی زمین پر وہ لوگ بھی بلا تکلف بیٹھتے دیکھے گئے جو بظاہر خوش پوشاک اور تعلیم یافتہ معلوم ہوتے تھے، کچھ ایسا ہی منظر دکانوں کے آگے، گھروں کی بالکونیوں اور چھتوں پر بھی دیکھنے میں آیا غرض کہ ہر وہ جگہ جہاں سے اسٹیج کا منظر

www.abulhasanalinadwi.org

دیکھا جا سکتا تھا وہاں صرف انسان ہی انسان تھے، دل پر ایک اثر ہوا، دعا نکلی کہ حضرت مفکر اسلام علیہ الرحمہ نے جس فکر مندی کے ساتھ صدا لگائی تھی یا اللہ وہ تمام شرکاء کے دلوں کی صدا بن جائے۔

سطح زمین سے تقریباً 8 رفٹ بلند وسیع وعریض اسٹیج پر مختلف مذاہب کے پیشواؤں کی موجودگی بھی قابل ذکر ہے، بعض مٹھوں کے مہنت تو تقریباً دس ششیوں (شاگردوں) کے ساتھ اسٹیج پر براجمان تھے۔ پریس گیلری میں بھی پرنٹ اور لیکٹرانک میڈیا کے افراد اخیر پروگرام تک موجود رہے، اخبارات میں اچھی رپورٹنگ ہوئی۔

جلسہ گاہ کے اردگرد نیز شہر کے مختلف مقامات پر بھی ہورڈنگ کے ذریعہ آج کے پروگرام کی تشہیر کا انتظام کیا گیا تھا جلسہ کے آغاز میں راقم سطور کو لب کشائی کا قع ملا چنانچہ اس نے موقع کی مناسبت سے چند کلمات پیش کیے جن میں پیام انسانیت فورم کا تعارف اور کاروان انسانیت کے مقاصد پر روشنی ڈالی گئی۔ مہمانوں کی گل پوشی کے بعد سوامی جی کو مدعو کیا گیا۔

انھوں نے اپنے خطاب میں کہا:

جہاد اور آتنک واد میں فرق

جب اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں حق کا پیغام سنا رہے تھے تو اس وقت جو حق کے خلاف تھے، جو حکومت اور طاقت کے نشہ وگھمنڈ میں چور تھے انھوں آپ کی مخالفت میں ساری حدوں کو پار کر دیا، آپ پر پتھر پھینکے، گندگی پھیکی، وہاں کے مسلم بھائیوں کو بھوکا پیاسا ننگا جلتی ریت پر لٹایا، یہ بھیانک ظلم اور زیادتی ایک دو تین سال نہیں بلکہ پورے تیرہ سالوں تک جاری رہی لیکن وہ عظیم انسان اس آتنک واد کو برداشت کرتا رہا اور اس دہشت گردی کا جواب دہشت گردی سے اس نے نہیں دیا بلکہ اپنے ماننے والوں سے کہتا رہا ''صبر سے کام لو جو صبر سے کام لیتا ہے اس کے ساتھ اللہ ہے'' لیکن وہ آتنک واد ختم نہ ہوا، شیطانی حرکتیں جاری رہیں، بالآخر آپ

www.abulhasanalinadwi.org

نے اپنے محبوب شہر اور وطن مکہ کو
چھوڑا اور مدنیہ چلے گئے، لیکن شیطان تو شیطان ہوتا ہے وہ کہاں ماننے والا تھا۔ صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے، جب حد توڑی جاتی ہے تو جنگ کی ضرورت پیش آتی ہے، لہذا میں بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام میں جنگ کے لیے جو کہا گیا تو اسوقت جب ظلم وزیادتی کی انتہا ہوگئی تب اسلام نے اپنی حفاظت ودفاع کے لیے جنگ کا حکم دیا، لیکن ساتھ ہی پابند بھی کیا، حدیں بھی متعین کر دیں چنانچہ قرآن مجید کی سورہ نمبر۲ آیت نمبر ۱۹۰ میں اللہ نے فرمایا ''جو تم سے لڑتے ہیں تم بھی ان سے خدا کی راہ میں لڑو، مگر زیادتی نہ کرنا، کیوں کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا'' تو خوب سمجھ لیں یہ جہاد، یُدھ (جنگ) نہیں بلکہ دھرم یُدھ (مذہب کے لیے جنگ) ہے۔

تو جو لوگ اسلام کو آتنک واد سے جوڑتے ہیں، اور جہاد کو آتنک واد کا نام دیتے ہیں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ گیتا میں بھی کرشن جی کی معرفت پرمیشور کا آدیش (حکم) آیا اسوقت جب مسلسل ظلم وناانصافی کا دور چلتا رہا اور ایک حکومت وصوبہ کو آزاد کرنے کے لیے کہا گیا کہ اے ارجن اگر اس جنگ میں تم مارے جاؤ گے تو سورگ حاصل ہوگا اور اگر فتحیاب ہوتے ہو تو یہ سرزمین تم کو حاصل ہوگی، تو یہ دھرم یُدھ تھا، سوال یہ ہے کہ جب یہ دھرم یُدھ تھا تو جہاد کو کیسے آتنک واد کہا جا سکتا ہے؟ جب کہ دونوں کا حکم ایک ہی جیسے حالات کے تحت آیا قرآن مجید کی آیت 31 سورہ 22 میں آیا ہے کہ جن مسلمانوں سے خواہ مخواہ جنگ کی جاتی ہے انھیں اس بات کی اجازت ہے کہ وہ بھی لڑیں کیونکہ ان کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہورہی ہے۔ اللہ بہت رحمٰن اور رحیم ہے اسے ظلم ناپسند ہے، تو اب آپ سمجھ لیں کہ ایسے دھرم یُدھ کو جہاد کہتے ہیں، یہ ہے اسلام کا جہاد، اس کا مقصد امن کا قیام ہے نہ کہ بدامنی پھیلانا۔

آج کچھ شیطانی عناصر جن کا ساتھ میڈیا بھی دے رہا ہے، جہاد کی من مانی تعریف کررہے ہیں، میں ایسے تمام بھٹکے ہوئے لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام کی صحیح

www.abulhasanalinadwi.org

تعریف کیا ہے اس کو سمجھیں، جہاد کا مطلب سمجھیں، اور غلط فہمیاں اپنی بھی دور کریں اور دوسروں تک بھی صحیح بات پہنچائیں، مذہب کوئی بھی ہو غلط بات کو نا پسند کرتا ہے۔

جلسہ کو بابا جنگلی مہاراج نے بھی مراٹھی زبان میں خطاب کیا۔ مہمان خصوصی کی حیثیت سے کرشن پرکاش صاحب .S.P احمد نگر اور سنیل کٹرا سنے صاحب .A.S.P شری رام پور بھی موجود تھے، ان دو حضرات کی تقاریر پر بالخصوص ثانی الذکر کی تقریر ہی گویا جلسہ کا ماحصل تھی، اتنی عمدہ پر اثر اور معلومات افزا تقریر ہوئی جس نے بالیقین ذہنوں کو صاف کرنے کا کام کیا ہوگا، باتیں تو کہی جاتی ہیں مگر ظاہر ہے شخصیتوں کا فرق ہوتا ہے۔ کاش ہمارے اعلیٰ افسران بالخصوص پولس افسران کی ذہن سازی ہو، ان کے سامنے حقائق رکھے جائیں تو حالات میں کافی تبدیلی ممکن ہے، ان جیسے لوگ جب مطالعہ کرتے ہیں، اسلام کی صاف ستھری تعلیمات ان کے سامنے آتی ہیں تو ذہن صاف ہوتا ہے، وہ قریب آتے ہیں، اور واضح الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں، دیکھئے کس قدر موثر ہوتی ہیں ایسے افراد کی باتیں، آپ بھی سنئے:

انسانیت کے لیے دردمندی پیدا کیجئے

انسانیت کے لیے بے لوث محبت رکھیں، اپنے دین پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں، مگر یاد رکھئے کسی کا اپمان (بے عزتی) مت کیجئے، ظلم مت کیجئے، ظالم مت بنئے، اللہ ظلم کو بالکل پسند نہیں کرتا ہے، مذہب اچھائی کا راستہ دکھاتا ہے، اچھائی اور نیکی کے راستہ کو اپنائیے ملک اور ماحول از خود سدھرے گا، انسانیت کی بقاو ترقی کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر رہئے، ایک دوسرے کا احترام کیجئے، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ دین کی بنیاد پر جھگڑے ہوتے ہیں، بالکل نہیں، مذاہب تو اچھائی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، اگر ہندو ایک دوسرے کا مندر توڑتے ہیں اور مسلمان آپس میں اختلافات رکھتے ہیں تو یہ دین نہیں سکھاتا، یہ بات دین کی تعلیم کے خلاف ہے، اب

www.abulhasanalinadwi.org

ان کے برے اعمال کے وجہ سے مذہب کو برا نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح زبان بھی جھگڑے اور فساد کا سبب نہیں ہو سکتی دنیا میں تو 225 زبانیں بولی جاتی ہیں۔ لڑائی کا سبب زبان نہیں ہے، مناسب بات یہ ہے کہ اگر جھگڑا بند کرنا ہے تو اپنے اپنے دین کو مانو، اس سے راہنمائی لو۔

آج دنیا جنگ کا راستہ اختیار کر رہی ہے، صاف سمجھ لیجئے کہ کسی پر فتح پانے کے لیے جنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جنگ مسئلہ کا حل نہیں ہے، بہادر وہ نہیں ہے جو بزور طاقت کسی پر قابو پا جائے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑا سورماوہ ہے جو صبر کرتا ہے، حضور پاک ﷺ کے واقعات سیرت پڑھیے، انسانیت کے محسن اعظم کی زندگی کا مطالعہ کیجئے، انسانیت کے لیے سب سے بڑا درد آپ ﷺ کے دل میں تھا، آپ بھی درد بانٹیے بہت سکون ملے گا، انسانیت مر رہی ہے، اس کے لیے دردمندی پیدا کیجئے۔

صاف ستھری زبان اردو کے الفاظ سے مرصع، بڑی حد تک درست تلفظ، جا بجا اردو اور کہیں فارسی اشعار کا برمحل استعمال، ان سب کے مجموعہ نے تقریر کو بہت دل پذیر بنا دیا تھا۔ اگر مجمع گوش برآواز، تالیوں کی گڑگڑاہٹ کے ذریعہ داد تحسین دے رہا تھا، تو مقرر بھی باچشم نم حقائق کے موتی بکھیر رہا تھا، بالآخر یہ سلسلہ تھما۔

اخیر میں میر کارواں حضرت مولانا مدظلہ کو زحمت دی گئی، گو کہ وقت کافی گزر چکا تھا اور جلسہ اختتام کو پہنچ رہا تھا۔ لیکن خوشی تھی کہ دوسرے بھائیوں کے ذریعہ حق و انصاف کی باتیں ہو رہی تھیں، ظلم کو روکنے اور انصاف کی بالا دستی کی باتیں ہو رہی تھیں پریشان حال انسانیت کی دادرسی کا درس دیا جا رہا تھا۔

بہرحال جب آپ ڈائس پر تشریف لائے تو اس لمحہ آپ کی خوشی دیدنی تھی، ایک نظر تا حد نگاہ مجمع پر ڈالی اور خوشی و مسرت کے جذبات کے ساتھ فرمایا:

www.abulhasanalinadwi.org

اوپر والے کے یہاں سیاست نہیں چلتی

بھائیو! آپ سب مذہب اور زبان کی قید کے بغیر یہاں اکٹھا ہیں، اتنی بڑی تعداد میں انسانوں کا ہجوم میرے سامنے ہے، آپ سب کا یہاں ایک ساتھ مل کر بیٹھنا بے حد خوش آیند ہے، اس طرح کا اجتماع بتاتا ہے کہ آپسی میل جول، بھائی چارہ، جو اس ملک کی پہچان ہے وہ اس ملک کے لوگوں میں باقی ہے، اور امید پیدا ہوتی ہے کہ وہ آئندہ بھی قائم رہے گا، بس ضرورت ہے جاگتے اور جگاتے رہنے کی، یہ کاروان انسانیت انھیں مقاصد کے تحت مختلف جگہوں کے دورے کرتا ہوا آپ کے درمیان پہنچا ہے۔

بھائیو! آج ہر چیز سیاست اور غرض کی بھینٹ چڑھ گئی ہے، ہر شخص اپنے مفاد کے لیے کام کر رہا ہے، ملک اور سماج کا کیا انجام ہوگا اسکی فکر ختم ہوتی جارہی ہے، اس پیام انسانیت فورم کے بانی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ ملک اور سماج کے سچے بہی خواہ اور ہمدرد تھے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی ملک کا کوئی بڑا لیڈر اُن سے ملتا تھا تو وہ فکرمندی کا اظہار فرماتے تھے، ایک بار اٹل بہاری باجپئی جی اپنی وزارت عظمی کے زمانے میں مولاناؒ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے ندوۃ العلماء لکھنؤ گئے تو آپ نے فرمایا تھا ''اٹل جی! اوپر والے کے یہاں سیاست نہیں چلتی،،۔

آج وطن عزیز کو نقصان پہنچایا جارہا ہے اس کو کھوکھلا کیا جارہا ہے، ملک ہر اعتبار سے زوال کیطرف جارہا ہے، ہم سب ایک ہی جہاز پر سوار ہیں جس میں سوراخ کیا جارہا ہے، ہر جگہ ایسے لوگ بیٹھ گئے ہیں جو اس کو نقصان پہنچارہے ہیں، کوئی چھوٹا سوراخ کر رہا ہے کوئی بڑا سوراخ کر رہا ہے، جس کو جس قدر موقع مل رہا ہے وہ سوراخ کرنے سے چوک نہیں رہا ہے اور اگر کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ کچھ لوگ تو سوراخ نہیں بلکہ پورا کا پورا اپینڈا ہی غائب کر دینے میں لگے ہوے ہیں، ایسا کیوں ہے؟ یہ سب ذاتی مفاد کی وجہ سے ہو رہا ہے، ضرورت ہے اس فکر کو بدلنے کی۔

گھڑی کی سوئی دس کے قریب پہنچ چکی تھی، پروگرام کی اجازت دس بجے

www.abulhasanalinadwi.org

تک کے لیے ہی تھی، لہذا وقت پورا ہوتے ہی پروگرام کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔

قیام گاہ جاتے وقت تھوڑی دیر کے لیے مولانا یسین ندوی صاحب اپنے دولت کدے پر بھی لے گئے۔ چونکہ آج صبح ہی مولانا جمال عارف ندوی صاحب مالیگاؤں سے آگئے تھے اور شریک کارواں رہے، چنانچہ ان ہی کی رہنمائی میں ساڑھے گیارہ بجے بذریعہ کار مالیگاؤں کے لیے روانگی ہوئی مولانا مختار ندوی صاحب بھی ممماڈ سے ساتھ ہو گئے تھے۔تقریباً 1.30 بجے بخیریت مالیگاؤں اسحٰق سیٹھ زری والا کے دولت کدہ پر پہنچے، جہاں متعدد حضرات مع صاحب خانہ منتظر تھے، تھوڑی دیر ملاقات وگفتگو کے بعد اجازت چاہی گئی۔ ۱۰ مارچ کی صبح نماز فجر میں ہی مولانا ابوظفر حسان ندوی صاحب (جو بھیونڈی سے کسی پروگرام میں شرکت کے لیے ایک روز قبل مالیگاؤں تشریف لائے تھے) تشریف لائے، مختلف موضوعات پر علمی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔

مولانا عبدالحمید ازہری صاحب بھی تشریف لائے، موصوف بے قصور مسلم نوجوانوں کی رہائی کے لیے کوشاں ہیں اور بے حد فعال شخصیت کے مالک ہیں۔

مہاراشٹر میں یوپی

مالیگاؤں گوکہ مہاراشٹر کا ایک شہر ہے جو اپنی دینی، تعلیمی اور سماجی سرگرمیوں، مسلمانوں کی اکثریت اور مشہور صنعت کی وجہ سے ممتاز ہے، مگر اپنی بعض خصوصیات اور بود وباش کے اعتبار سے صوبہ یوپی کا ایک خطہ معلوم ہوتا ہے۔

اس شہر کے تعارف میں مولانا حنیف ملی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ ''مالیگاؤں ریاست مہاراشٹر میں شروع ہی سے دیگر تمام علاقوں سے مختلف اور تہذیب وروایت میں بالکل جداگانہ واقع ہوا ہے۔ رہن سہن، بود وباش اور زبان میں وہ یوپی کے مشرقی علاقوں اعظم گڑھ، الہ آباد وغیرہ سے زیادہ قریب ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ جب خلافت تحریک ناکام ہوئی اور ملک گیر پیانہ پر

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمان اقتدار وقت کا نشانہ بنے تو انگریز کے پنجۂ استبداد سے نجات پانے کے لیے پناہ گاہوں کی طرف نکل پڑے، الہ آباد اور اعظم گڑھ وغیرہ کے مسلمان مالیگاؤں اور اس کے اطراف وجوانب میں آبسے، چونکہ وہ شروع ہی سے علم دوست، دیندار اور اسلامی روایات سے وابستہ تھے اس لیے یہاں آنے کے بعد بھی اقتصادی پریشانیوں اور معاشی بحران کے باوجود جہاں گئے علم کی شمع روشن کیے رہے''۔(۱)

شہر کی معروف دینی تعلیمی درسگاہ ''معہد ملت'' میں حاضری کا اشتیاق تھا، پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہاں دن کے دس بجے استقبالیہ پروگرام ہے، الحمدللہ یہ خواہش پوری ہوئی، ادارہ اور اس کے اساتذہ اور ذمہ داران کی زیارت وملاقات کا موقع ملا۔

حضرت مولانا عبدالحمید صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا نصف صدی قبل قائم کردہ ''معہد ملت'' اب صوبہ مہاراشٹر کا ہی نہیں بلکہ ملک کا معروف تعلیمی ادارہ ہے، جو محتاج تعارف نہیں، اہل علم ودانش کی نگاہ میں اس کا ایک اعتبار ومقام ہے، یہ اپنی گوناگوں خدمات کی بناپر ممتاز مقام کا حامل ہے، اس کا قیام اس زمانہ میں عمل میں آیا جب پورے صوبہ مہاراشٹر میں کہیں بھی کوئی اقامتی درسگاہ نہیں تھی، کہہ سکتے ہیں کہ معہد ملت کا قیام اس صوبہ کے لیے فال نیک تھا، کہ اس کی ضیاء پاشی سے پورا صوبہ چمک اٹھا اور پھر ہر طرف اقامتی دینی درسگاہوں کا جال پھیلتا گیا، آج اس سے ربط والحاق رکھنے والے ادارے خود اپنی جگہ جامعہ معلوم ہوتے ہیں، اکابرین امت کی توجہات وسرپرستی اس کو برابر حاصل رہی ہے۔ مختلف میدانوں میں اس کی تگ وتاز کا سلسلہ جاری ہے، یہاں شعبہ حفظ، شعبہ عالمیت، تخصص فی التفسیر والافتاء کے شعبوں کیساتھ عصری تعلیم کے لیے معہد ملت اسٹڈی سینٹر سرگرم عمل ہے، تقریباً 400 طلبہ زیر تعلیم ہیں اور 21 اساتذہ تعلیم

(۱) ضیاء ملت، ص ۱۶

www.abulhasanalinadwi.org

وتعلم میں مشغول ہیں، یہ تعداد عصری شعبوں کے علاوہ ہے۔

یہاں استقبالیہ نشست مسجد میں رکھی گئی تھی، قاری صاحب نے تلاوت کلام اللہ کی، اور مدرسہ کے طالب علم نے ایک نعت پیش کی جس کا ان دنوں کافی چلن ہے، نعت کے سلسلہ میں کبھی کبھی ہم احتیاط ملحوظ نہیں رکھ پاتے جو بے حد ضروری ہے۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مولانا مدظلہ سے خطاب کی درخواست کی گئی، گو کہ سفر اور تعب کی وجہ سے آواز پر بے حد اثر تھا، مگر بایں ہمہ ماحول کی مناسبت سے بہت اہم اور مفید باتیں بیان فرمائیں۔

دیوبندی عقیدہ کے لیے اسمٰعیلی ورشیدی عقیدہ ضروری

اہل علم تشریف فرما ہیں، ربیع کے معنی بہار کے آتے ہیں، اللہ رب العزت نے اس موسم بہار میں ایسی ہستی کو بھیجا جو سراپا بہار ہے، ساری بہاریں اسکی مرہون منت ہیں۔

اُس ہستی فداہ ابی وامی کو اللہ رب العزت نے غیر معمولی خصوصیات و امتیازات سے نواز کر بھیجا، ایک طرف تو بشر بنایا، مقام بشریت عطا فرمایا تا کہ لوگ غلط عقیدہ میں مبتلا نہ ہوں مگر جو مقام دیا وہ خیر البشر کا، دونوں حیثیت اللہ رب العزت نے دی ایک طرف بشر دوسری طرف خیر البشر ہیں، یعنی یہ کہ بشر تھے، نکاح فرماتے تھے، مگر آپ کے دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح درست نہیں اس اعتبار سے مافوق البشر تھے، قرآن مجید نے فرمایا کہ یـاایھـاالذین امـنـو الاتـرفـعـوااصواتکم فوق صوت النبی (حجرات،۲) یعنی آواز پست رکھنے کا حکم دیا جارہا ہے، آواز کی بلندی بھی بے ادبی کے زمرہ میں شامل ہے چہ جائے کہ نافرمانی اور یہ چیز اعمال کو برباد کرنے والی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے برابر پہنچانا بے ادبی ہے اور مقام رسالت سے ہٹانا یہ بھی بے ادبی ہے اور یہ بے ادبی اعمال کو برباد کردینے والی ہے۔ بہت نازک مسئلہ ہے، ہم عشق ومحبت کے جام سے اتنا مخمور

www.abulhasanalinadwi.org

ہو جائیں کہ حد ادب سے بھی تجاوز کر جائیں، اعمال کو ضائع کر بیٹھیں، یہ مناسب بات نہیں ہے۔ بہت سنبھل سنبھل کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے۔ نعمت رسول مقبول ﷺ آسان کام نہیں، ذرا سی بھول سب کچھ ضائع کر سکتی ہے۔

اکثر جگہ بیحد غلو اور تجاوز دیکھنے میں آرہا ہے، دربار نبوی کی حاضری ہر طرح کے غلو اور شرک سے پاک صاف ہونی چاہیے۔

اس وقت زیادہ گفتگو نہیں کر سکتا آخری بات کہہ رہا ہوں، اس کی طرف ہم سب کو توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ دیوبندی عقیدہ کے لیے رشیدی عقیدہ اور سمٰعیلی عقیدہ ضروری ہے۔

یہاں سے فارغ ہو کر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اسلامک سینٹر حاضری ہوئی، جہاں شہر کے ندوی فضلاء سے خصوصی ملاقات وخطاب کا پروگرام تھا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی فاؤنڈیشن

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اسلامک سینٹر کا قیام 2002ء میں عمل میں آیا جس کے صدر مولانا آصف انجم ندوی صاحب ہیں سینٹر کے ماتحت ایک لائبریری ہے جس سے عوام وخواص دونوں ہی استفادہ کرتے ہیں کتابیں اور ملک کے معروف رسائل وجرائد محفوظ کئے جا رہے ہیں، دارالتالیف والترجمہ، دارالارشاد والفتویٰ اور بیت المال قائم ہیں، حلقہ پیام انسانیت کا ذیلی دفتر بھی ہے، اس کے تحت مضمون نگاری کا مسابقہ بھی کرایا جاتا ہے، جامعہ ابوالقاسم کا بھی قیام عمل میں آچکا ہے، امسال خصوصی درجہ قائم کر کے تعلیم کا آغاز کیا جا چکا ہے۔

پروگرام کا آغاز مولانا جمال عارف ندوی صاحب کے استقبالیہ کلمات سے ہوا، انھوں نے تمام ندوی فضلاء کی طرف سے مہمانوں کا استقبال کیا، ادارہ کا تعارف کرایا اور پیش رفت کا تذکرہ کیا، حلقہ پیام انسانیت کو مزید متحرک کرنے کی ضرورت

www.abulhasanalinadwi.org

کی جانب توجہ دلائی، نیز کہا کہ ہم سب اس ادارہ کو اکابرین ندوہ کے نہج وطریقہ کے مطابق آگے لے جانے کے لیے کوشاں ہیں، یہ ادارہ بھی حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی مدظلہ کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے۔

افتتاحی کلمات کے بعد راقم کو کچھ عرض کرنے کا حکم ہوا چنانچہ اس نے مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی فاؤنڈیشن کے ذمہ داران اور کارکنان کو اس عظیم شخصیت کے نام سے ادارہ منسوب کرنے اور بلند عزائم اور اعلیٰ مقاصد کے ساتھ ادارہ کے قیام پر مبارک باد پیش کی نیز امید ظاہر کی کہ انشاء اللہ اس ادارہ کو نسبت کی برکت حاصل ہو گی اور اس سے مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کو عام کرنے کا موقع فراہم ہوگا۔

یہاں ندوہ سے فیض یافتگان موجود ہیں بالخصوص ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ حضرت مولاناؒ کی تصنیفات عام کی جائیں، یہ لٹریچر اہل علم ودانش کے سبھی طبقات تک ان کے ذوق وفکر کا لحاظ کرتے ہوئے ان تک پہنچایا جائے۔ حضرت مفکر اسلامؒ کے پھیلائے ہوئے کاموں سے خود کو وابستہ رکھیں، ان کے جانشین وخصوصی تربیت یافتہ حضرات سے ربط وتعلق قائم وبرقرار رکھیں تو یہ ہماری سعادت مندی کی دلیل ہو گی۔ اور ان حضرات کی نگرانی ومشورہ کے ساتھ کام کیا جائے گا تو انشاء اللہ یہ ہمارے حق میں فال نیک ہوگا۔ اور ہمارے منصوبے کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

ڈاکٹر سنجے پانڈے (صالح کریم) صاحب نے کہا کہ ایمان کی دولت آپ کو وراثت میں ملی ہے، مجھے بہت جد جہد کے بعد ملی ہے، موروثی نعمتوں کی قدر کم ہوتی ہے، مشقت والی چیز کی قدر زیادہ ہوتی ہے، میں صرف ایک بات آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اہل ایمان ہیں، سوچئے اللہ نے آپ کے ذمہ کیا کام کیا ہے؟ آپ کو پوری انسانیت کی بھلائی اور فلاح کے لیے بھیجا گیا ہے، لہذا آپ اپنا فرض نہ بھولیں، اس دین کو دوسرں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

اخیر میں مولانا مدظلہ نے فرمایا:

www.abulhasanalinadwi.org

درددل پیدا کیجئے

جب کوئی اپنا کام اور اپنی ذمہ داری چھوڑ کر دوسروں کا کام کرتا ہے تو ہمیشہ پریشان رہتا ہے، الجھنوں کا شکار رہتا ہے، مسلمان اپنا کام چھوڑ چکا ہے، دوسروں کے پیچھے لگا ہوا ہے، پریشان پھر رہا ہے۔ مزید یہ سلسلہ جاری رکھتے ہوے آپ نے فرمایا کہ دوسروں کا درد بانٹئے، دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہوئیے، درددل پیدا کیجئے علامہ سید سلیمان ندویؒ نے فرمایا ہے ؎

درددل سینہ میں رہ رہ کے ٹھہر جا تا ہے
جو نہ ٹھہرے مجھے وہ درد خدایا دیدے

درد کے سب دیوانے رہے ہیں، درد پیدا کیجئے، آج مزاج یہ ہوتا جا رہا ہے کہ جو گر رہا ہے اس کو ایک دھکا اور دیدو، نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام گرتوں کو سنبھالا دیتے تھے، ہم بھی گرنے والوں کو پکڑیں، پریشانیوں سے نجات دلائیں، انسان خود کردہ مصیبتوں سے پریشان ہے، آپ اس کے حق میں نجات دہندہ بن جائیں، آج دنیا پھر سے تباہی کے غار میں گر رہی ہے، آپ اس کے حق میں چارہ ساز بنیں، کوشش ضرور کریں خواہ جس درجہ میں ممکن ہو، کیونکہ بیج ڈالنا ہمارا کام ہے، پھل دینا اللہ کے اختیار میں ہے۔

مولانا محترم کے خطاب اور دعا پر اس نشست کا اختتام ہوا۔

آج ہی شیخ فیروز ندوی صاحب سے ملاقات رہی، مراٹھی اسکول سے ٹیچر کے عہدہ سے سبکدوش ہو چکے ہیں، مالیگاؤں سے ہی تعلق رکھتے ہیں، آپ نے برسوں قبل حضرت مفکر اسلامؒ پر ڈاکٹریٹ کی تھی، مقالہ لکھنے کے زمانے کے واقعات و تجربات اور کوششوں کا شوق و دلچسپی سے تذکرہ کیا، حضرت مفکر اسلامؒ کی متعدد کتابوں کا مراٹھی زبان میں ترجمہ بھی کر چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

مغرب بعد ایشور یہ منگل کاریالیہ میں جلسہ پیام انسانیت تھا، یہ علاقہ

www.abulhasanalinadwi.org

برادران وطن کے اکثریت پر مشتمل ہے، ان کی بھی بڑی تعداد شریک جلسہ تھی، غیر مسلم خواتین کی بھی تعداد تھی، ان کے لیے نیز برادران وطن کے لیے اہتمام کے ساتھ علیحدہ نشست کا انتظام تھا، ہال پر ہو چکا تھا، باہر کے حصوں میں سامعین کے لیے بڑے اسکرین لگائے گئے تھے جس سے گویا کہ وہ بھی شریک جلسہ رہے۔

جلسہ گاہ کے باہر بڑے بڑے ہورڈنگ بورڈ بھی آویزاں تھے، جن کے ذریعہ پروگرام کی تفصیلات واضح کی گئی تھیں۔ جلی حروف میں یہ پیغام دیا گیا تھا ''نفرت کی آگ بجھاؤ پریم اور بھائی چارہ بڑھاؤ''۔

اسٹیج پر سماج کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے عمائدین شہر تشریف فرما تھے، دینی حلقوں میں مالیگاؤں کی معروف شخصیت مفتی اسمٰعیل صاحب ممبر اسمبلی بھی تشریف رکھتے تھے۔

جلسہ کے آغاز میں استقبال وتعارفی کلمات مولانا جمال عارف ندوی صاحب نے موثر انداز میں پیش کیے، اور سوامی جی کو دعوت دی، انھوں نے کہا:

اسلام ظلم وناانصافی کا مخالف ہے

اسلام نام ہے انسانیت کا بلکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں، میں نے انسانیت اس لئے کہا کہ ظلم وزیادتی، ناانصافی، جھوٹ، دہشت وبربریت کی مخالفت میں سب سے آگے اسلام ہے۔

میں ان لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں جو اسلام پر بے جا الزامات لگاتے ہیں کہ ایک بار پیغمبر علیہ السلام نے کہا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، تو آپ سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ہم مظلوم کی مدد تو کر سکتے ہیں مگر ظالم کی مدد کیسے کریں؟ تو آپ نے کہا اس کے ہاتھ پکڑ لو اس کو ظلم نہ کرنے دو، یہی اس کی مدد ہے اور اس کو دوزخ کی آگ سے بچالو، کتنی بڑی بات ہے، ظالم کے ہاتھ پکڑنا آسان نہیں، بہت مشکلوں والا کام ہے، مگر یہ اسلام کی تعلیم ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا آدیش ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

ایک بار ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول غیر مسلموں پر، کافروں پر لعنت بھیجئے، بد دعا کیجئے، آپ نے کہا جوش میں ہوش قائم رکھو، اللہ نے مجھے دیا (رحم) کے لیے بھیجا ہے، اس لیے نہیں بھیجا کہ میں لعنت بھیجوں، یہ ہے پیغمبر کی تعلیم ہے۔ یہ باتیں نہیں بتائی جاتیں، غلط پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔

آج ہمارے دیش میں جو تاریخ پڑھائی جاتی ہے، ہم نے بھی اپنے بچپن میں پڑھا ہے اور وہ آج بھی پڑھائی جاتی ہے کہ اسلام عرب ملک سے حملہ آوروں کے ساتھ آیا اور تلوار کے زور پر پھیلایا گیا، ڈیوائڈ اینڈ رول کی پالیسی کی وجہ سے ایسی تاریخ پڑھائی جاتی ہے۔

ہندو مسلم ایکتا کا پیغام اس وقت تک مکمل طریقہ سے نہیں پہنچایا جا سکتا، جب تک اسلام کے بارے میں صحیح معلومات نہ ہوں، اسلام کا گہرائی سے مطالعہ کیجئے، صحیح تاریخ پڑھئے، میں نے مطالعہ کیا ہے، کیونکہ مجھ سے سوالات ہوتے تھے، میڈیا کے ذریعہ اسلام پر اعتراضات کے بارے میں سوالات ہوتے تھے، تو میں نے مطالعہ کیا اور اب میں بتا رہا ہوں، آپ یہ نہ سوچیں کہ میں اسلام کا ترجمان ہوں، اسلام کی پبلسٹی کر رہا ہوں، میں تو صرف سچ واضح کر رہا ہوں کہ اسلام میں ہی انسانیت ہے، برائے مہربانی اسلام پر اعتراضات کا دروازہ بند کیجئے۔ سچ کو معلوم کیجئے سچائی پر عمل کیجئے، اور اس کے علمبردار بنئے۔

اخیر میں مولانا مدظلہ نے صدارتی خطاب فرماتے ہوئے کہا:

یوروپی کلچر کی تقلید نقصان دہ ہے

افسوس ہے ہم علم وعقل رکھتے ہوئے بھی نادانی کا ثبوت دے رہے ہیں، جبکہ علم کی شمع سے روشنی حاصل کر کے ہم کو اچھے اور برے کا فرق سمجھ لینا چاہیے تھا، ہم سنی سنائی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں جو کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ مذہب کبھی برائی کا پیغام نہیں دیتا شاعر نے کہا ہے ع

www.abulhasanalinadwi.org

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

افسوس اس بات پر اور ہوتا ہے کہ سنی سنائی باتوں پر تو یقین ہے اور بغیر تحقیق کے یقین ہے مگر وہ باتیں جن کو ہم کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں وہ ہمارے سماج میں آتی جارہی ہیں، ان کی طرف سے ہم نے آنکھیں بند کرلی ہیں۔ کیا آج ہمارا سماج یورپ کی اندھی تقلید میں نہیں لگا ہوا ہے؟ کیا وہ یورپ سے آنے والی ہر چیز پر آنکھ بند کر کے عمل نہیں کر رہا ہے؟ ایک مثال لے لیجئے کہ آج یورپ نے عورتوں کو بالکل عریاں کر دیا ہے اور ہم بھی ان کی نقالی میں لگے ہوئے ہیں۔ وہاں کا مرد خود تو گردن سے لے کر پاؤں کے انگوٹھوں تک پیک ہے مگر عورت جس کو چھپا کر رکھنا تھا، اس کی حیاء اور شرم کا گلا گھونٹ کر سرعام رسوا کر رہا ہے، اور ہم بھی اس کی نقل کر رہے ہیں، ہماری مائیں بہنیں بھی یہاں موجود ہیں، میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی حیاء، عفت وعصمت کی حفاظت کے لیے اٹھ کھڑی ہوں، یورپ کی اندھی تقلید ہمارے معاشرہ کو تباہ کر ڈالے گی، ہر چمکتی چیز کو سونا نہ سمجھیں اپنی وراثت کی حفاظت کریں، معیار زندگی اور رہنے سہنے کے طریقے ہم نے اس قدر تبدیل کر لیے کہ وہ ہمارے لیے دشواریاں پیدا کر رہے ہیں، بے حیائی حد سے زیادہ بڑھ رہی ہے، خودکشی کا گراف بڑھ رہا ہے، ہمارے دیش میں جہیز کی چتا پر جلا دی جانے والی بےقصور اور مظلوم عورتوں کی تعداد ہر دن بڑھ رہی ہے۔

ہم سب کو مل کر ملک کی خدمت کے لیے کام کرنا ہوگا، ایک طرف تو کہا جا رہا ہے کہ ملک ترقی کی شاہ راہ پر گامزن ہے ترقی یافتہ ملکوں میں ہمارے ملک کا شمار ہو رہا ہے، مگر تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھئے کہ رشوت خوری، ذخیرہ اندوزی اور گھپلے اس ملک کو گھن کی طرح چاٹ رہے ہیں، ملک کو کمزور کر رہے ہیں، ہم اس ملک کے باشندے ہیں ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس کی حفاظت کریں اس کو نقصان پہنچانے والوں کو روکیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

آج ہر طرف علم کا چرچا ہے، تعلیم پر بے حد زور دیا جارہا ہے، لوگ تعلیم یافتہ بھی ہورہے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ تعلیم انسان کو حساس اور باشعور بناتی ہے مگر یہ کیسی تعلیم ہے؟ کیا فائدہ ہے اس سے کہ بے حسی بڑھتی جارہی ہے، انسانی اقدار کا گلا گھونٹا جارہا ہے، ہر شخص پر اغراض کا بھوت سوار ہے؟ آیئے ہم سب مل کر انسانیت کی اعلی اقدار کو فروغ دیں، ناسمجھوں کو سمجھائیں، ان کو بتائیں کہ یہ چیزیں ملک اور سماج دونوں کو تباہی کی طرف لے جانے والی ہیں۔

جلسہ کے اختتام پر متعدد برادران وطن نے جن میں تدریس کے شعبے سے وابستہ خواتین بھی شامل تھیں اسٹیج پر آکر مبارکباد دی، انھیں اس بات پر مسرت تھی کہ ملک و وطن کی بہتری اور اچھائی کے لیے آپ لوگ اس طرح کے خیالات رکھتے ہیں، یہ بہت خوش آیند بات ہے، ان لوگوں نے پیام انسانیت کے مقاصد سے ہم آہنگی ظاہر کی، اس کے MESSAGE کو عام کرنے میں دلچسپی لی، اس کے لیے تعاون کی پیشکش کی۔

۱۱رمارچ کی صبح بعد نماز فجر کارواں اورنگ آباد کے لیے روانہ ہوا، جہاں صوبہ مہاراشٹر کا آخری پروگرام تھا، مسافت تقریباً 120 کلومیٹر کی تھی، 8 بجے سے قبل کارواں شہر اورنگ آباد میں داخل ہوگیا، مختلف شاہ راہوں سے ہماری کار تیز رفتاری کے ساتھ گزر رہی تھی، اور ذہن کے پردے پر حضرت اورنگ زیب عالم گیرؒ کے جاہ و جلال، غلبہ وقوت کے ساتھ خشیت وخدا ترسی، زہد و ورع کے تابندہ نقوش ابھر رہے تھے، فقیرانہ زندگی گزارنے والا وہ شہنشاہ جس کا عہد حکومت تقریباً 50 سال کو محیط تھا، متحدہ ہندوستان پر اتنے طویل عرصہ تک حکمرانی کوئی معمولی بات نہیں، جس کے عہد میں مغلیہ حکومت کی حدود انتہائی عروج کو پہنچ گئیں، جس نے ہندوستان کے چپہ چپہ پر عظمت وشان وشوکت کا کے نقوش چھوڑے تھے، جو بیک وقت نڈر اور جاں باز سپاہی، ایمان دار اور ہوشمند حکمراں بھی تھا، اپنے ہم عصروں اور اپنے ہم مشربوں کے

www.abulhasanalinadwi.org

درمیان بے مثال شخصیت کا حامل تھا، علامہ شبلی نعمانیؒ نے اپنی محققانہ کتاب ''اورنگ زیب عالم گیر پر ایک نظر'' کا اختتام ہی ان الفاظ سے کیا ہے ''تاہم عام اسلامی دنیا میں اس کے بعد آج تک کوئی اس کے برابر کا شخص پیدا نہیں ہوا''۔(۱)

زندہ پیر

واقعہ یہ ہے کہ حکام پر جیسا رعب اورنگ زیب کا تھا ویسا کسی دوسرے مغل بادشاہ کا نہیں تھا، جب کہ عوام کو اورنگ زیب سے محبت ہی نہیں عقیدت بھی تھی، یہ اس کے اخلاقی اثر کا ہی نتیجہ تھا کہ اورنگ زیب کو ایک شہنشاہ ہونے کے باوجود ''زندہ پیر'' کہا جاتا تھا۔(۲)

اورنگ زیب کی زندگی کا شروع سے مطالعہ کیجئے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ہستی ایک ایسی ہستی تھی جسے خلاق مطلق نے کسی کارِ عظیم کے لیے پیدا کیا تھا۔ قرآن کریم نے سلطنت کی قابلیت کا معیار قرار دیا ہے، ''بسطة فی العلم والجسم'' اس کسوٹی پر اورنگ زیب کو پرکھئے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ ایک نمونہ کا بادشاہ تھا۔ وہ نہایت ذی علم، علم و عمل کو باہم منطبق کرنیوالا، جری، ذی حوصلہ، اولوالعزم، دوربین، موقع شناس، وفانواز، خداترس تھا۔(۳)

ان تمام اوصاف و کمالات اور شہرت کے بام عروج پر پہنچنے کے باوجود اس کو تاریخ کی مظلوم شخصیت بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس کے مخالفین نے نکتہ چینی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور تمام محاسن کو بالائے طاق رکھ کر معایب تلاش کئے اور ان ہی کو عام کیا اور اگر اعتراف کرنا بھی پڑا تو بدرجہ مجبوری کیا۔ گویا علامہ شبلیؒ کے بہ قول۔

تمھیں لے دے کے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا
کہ عالم گیر ہندو کش تھا، ظالم تھا، ستمگر تھا

---

(۱) ص ۱۲۶/ دارالمصنفین اعظم گڈھ ۱۹۹۹ء (۲) اورنگ زیب ص ۳۹۰ از ڈاکٹر عبدالمغنی
(۳) وقائع عالمگیری مرتبہ چودھری نبی احمد سندیلوی ص ۹

www.abulhasanalinadwi.org

ہندوستان کا غرناطہ

ہمارا کارواں اورنگ آباد میں اور بقول حضرت مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے غرناطہ میں تھا مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ہندوستان کا غرناطہ فرمایا ہے، ایک خطاب میں آپ نے فرمایا ہے:

''اورنگ آباد کو میں ہندوستان کا غرناطہ کہتا ہوں، جو لوگ تاریخ اسلام سے واقف ہیں، وہ اس تشبیہ کو سمجھیں گے، ان دونوں میں بڑی مماثلت ہے، اُس میں عربی اسلامی سلطنت تھی، جس نے صدیوں یورپ میں ڈنکا بجایا، اس کے بار احسان سے وہ کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتا، اس نے یورپ کو بہت کچھ دیا، کاش کہ وہ پورے یورپ کو اسلام کی دولت دیتا، اس سے یہ بڑی کوتاہی ہوئی، اس کوتاہی کے جرمانہ میں اللہ تعالی نے اس سے ملک ہی لے لیا، کوتاہی یہ ہوئی کہ انھوں نے خالص اسلام کی دعوت یورپ میں نہیں پھیلائی، وہ علوم وفنون کی ترقی، اور ادب وشاعری کی ترقی میں لگ گئے۔

اورنگ آباد آکر یہ زخم کہن تازہ ہوجاتے ہیں، وہاں اسلامی عرب سلطنت کا زوال ہوا، اور اس کا آغاز ہوا، اور اس کی آخری فصل (CHAPTER) لکھا گیا، یہاں ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہوا جو بہرحال مسلمانوں کے اقتدار کی ایک نشانی تھی، مورخ وناقد اس پر کتنی ہی تنقید کریں ہمیں اس کے بہت سے کارناموں کو ماننا پڑے گا۔''(۱)

یہاں کارواں کا مستقر جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم تھا، یہ ادارہ چار سو سالہ

(۱) تحفہ دکن، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی ص ۷۲-۷۳

www.abulhasanalinadwi.org

قدیم پرشکوہ جامع مسجد (جس کی بنیاد ملک عنبر نے رکھی تھی اور تعمیر کی تکمیل حضرت اورنگ زیب عالم گیرؒ کے ذریعہ ہوئی) کے ارد گرد ۴۶ رکمروں نیز دیگر نو تعمیر عمارتوں میں اپنے شعبوں کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اس کا سنہ تاسیس 1959ء ہے، تعلیمی مراحل روضۃ الاطفال، ابتدائیہ، ثانویہ و عالیہ پر مشتمل ہیں، یہاں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نصاب کے مطابق تعلیم کا انتظام ہے، عالمیت تک کے مرحلہ کو عبور کرنے کے بعد طلبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے شعبہ فضیلت میں داخل ہوتے ہیں ایک درجن سے زائد تعلیمی شعبوں کیساتھ یہ ادارہ جناب مولانا ریاض الدین فاروقی ندوی مدظلہ کی نظامت میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے، ندوہ سے الحاق رکھنے والے اداروں میں ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ مولانا مدظلہ کی ادارت میں ماہانہ رسالہ ''منشور کاشف'' بھی گزشتہ آٹھ سالوں سے جاری ہے۔

جامعہ میں تھوڑی دیر رک کر جلسہ پیام انسانیت میں شرکت کے لیے سنت ایکناتھ رنگ مندر عثمان پورہ کے لیے روانگی ہوئی، ساڑھے نو بجے جلسہ کا آغاز تھا، وسیع و عریض ہال رفتہ رفتہ پر ہو رہا تھا، خواتین کی بھی خاصی تعداد تھی، جن میں کالجز کی طالبات کی کثرت تھی۔ شرکاء میں برادران وطن نمایاں تعداد میں تھے۔

جلسہ کے آغاز میں راقم کو کچھ کہنے کا حکم ہوا، چند باتیں عرض کی گئیں، جن میں پیام انسانیت فورم کا تعارف، اغراض و مقاصد اور بانی تحریک حضرت مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی دلسوزی و فکر مندی کا ذکر کیا گیا۔ میر کارواں مولانا مدظلہ تھوڑی تاخیر سے جلسہ میں تشریف لائے لہذا قدرے تفصیلی گفتگو کی گئی، راقم نے عرض کیا کہ یہاں پڑھے لکھے لوگوں کا مجمع ہے، معاشرہ کا یہ وہ طبقہ ہے جسکی ذمہ داریاں زیادہ ہیں، آپ کو ماحول کی درستگی کی فکر زیادہ کرنی پڑے گی، ہمارے حضرت مولانا علی میاں ندویؒ بھی پڑھنے لکھنے والے تھے، وہ بھی جلسہ جلوس کے آدمی نہ تھے، مفکر تھے، مگر انھوں نے محسوس فرمایا کہ اگر حالات سازگار نہ رہے تو یہ تعلیمی ادارے، یہ کالجز، یہ یونیورسٹیاں

www.abulhasanalinadwi.org

کسی کام کی نہ ہوں گی، لہذا ماحول کی سازگاری کے لیے آپ سب کو آگے آنا پڑے گا وہی فکرمندی، دردمندی اور احساس پیدا کرنا پڑیگا، مولاناؒ کا حال یہ تھا کہ اگر وہ کھلا ہوا نل دیکھتے کہ جس سے پانی گر رہا ہے، بے مقصد ضائع ہو رہا ہے تو آگے بڑھکر اس کو بند کردیتے، یہ ہے تو بہت چھوٹا سا کام مگر اس سے فکرمندی اور احساس کا پتہ چلتا ہے۔

ہم سب کو بھی اپنے ملک کے لیے اور یہاں کمزور ہو رہی انسانیت کے تئیں ہمدردی کے لیے فکرمندی اور توجہ کی ضرورت ہے۔

سوامی جی کو دعوت دی گئی، آپ نے کہا:

وطن محبوب ہوسکتا ہے معبود نہیں

چند باتیں جن کو بنیاد بنا کر ہندوؤں اور مسلمان بھائیوں کے بیچ دوری پیدا کی جاتی ہے اور جن کی بنیاد پر مسلمان بھائیوں کو الزام دیا جاتا ہے اور ایک ہندو کے دل و دماغ میں بیٹھا دیا جاتا ہے کہ مسلمان گویا اس ملک سے محبت نہیں کرتے، وہ رہتے تو یہاں ہیں مگر اس دیش کو پسند نہیں کرتے اور دلیل دیتے ہیں کہ دیکھئے وندے ماترم جو ایک گیت ہے اس کو مسلمان نہیں گاتے، وندے ماترم کو دیش پریم کی چاشنی میں لپیٹ کر اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ جیسے اس ملک میں جتنے مسلمان ہیں وہ سب ملک کے دشمن ہیں، سارے کے سارے ہندوستان سے محبت نہیں کرتے۔ سچ کیا ہے ہندو جانتا ہی نہیں، ہندو بڑا سیدھا سادھا ہے، اس کے پیچھے راز کیا ہے، میں بتاتا ہوں، میں حقیقت بتاتا ہوں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں، میں ہندو بھائیوں سے کہہ رہا ہوں۔

دیکھئے مسلمان بننے کے لیے دو عہد کئے جاتے ہیں، اسلام کا دوسرا کلمہ ہے جس کا مطلب ہے ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، عبادت صرف اسی کی کرنی ہے، جب یہ عہد کرلیا تو اب اگر اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کی تو اسلام کا خاتمہ طے ہے، گویا ہم نے اسلام کی بنیادوں کو خود ہی کمزور کردیا، تو اب سوال پیدا ہوتا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ ایک مسلمان سے ایسی چیز کا مطالبہ ہی کیوں کریں جو اس کی بنیاد کو چوٹ پہنچانے والی ہو؟

بات دراصل یہ ہے کہ ہندو جانتا ہی نہیں کہ اسلام ہے کیا، اگر وہ جان لیتا تو ایسا مطالبہ کرتا ہی نہیں اور اس میں غلطی ہندو کی نہیں بلکہ مجھے معاف کریں اس میں غلطی مسلمان بھائیوں کی ہے کہ انھوں نے ہندوؤں کو اسلام کے بارے میں بتایا ہی نہیں، غلطی آپ کی ہے، راستہ آپ نے دیا ہے جو آج یہ شکوک وشبہات پیدا ہو رہے ہیں۔

ہندوؤں کو معلوم ہی نہیں کہ مسلمان کے دل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کتنی عقیدت اور کتنا احترام ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذرا سی بھی گستاخی کوئی مسلمان برداشت نہیں کر پاتا۔ دنیا بھر میں کہیں بھی کوئی واقعہ ہو جائے تو لاکھوں کروڑوں مسلمان اپنی گردن کٹوانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، لیکن پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وندنا (عبادت) نہیں کرتے، اسلامی تعلیم کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوب ہیں لیکن معبود نہیں ہیں۔ اور ایک مسلمان کی ماں جس کے پیروں تلے جنت ہوتی ہے وہ محبوب ہوتی ہے مگر معبود نہیں ہوتی اسی طرح سے بھارت کے کروڑوں مسلمانوں کے لیے بھارت محبوب ہے مگر معبود نہیں۔ سرزمین ہند کے لیے مسلمان اپنے دلوں میں اتنی محبت رکھتے ہیں کہ کروڑوں مسلمان اس کی سالمیت اور حفاظت کے لیے سر کٹا سکتے ہیں مگر سر جھکا نہیں سکتے، بس اتنی سی بات کو جھوٹی محبت کی چاشنی میں لپیٹ کر بیچارے ان ہندوؤں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں، اور شک وشبہ کا شکار ہو کر مسلمانوں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ بے نقاب ہونا چاہیے ایسی حرکتوں کو اور جو لوگ اپنے فائدے کے لیے اختلافات کو ہوا دے رہے ہیں ان کو بھی بے نقاب کیا جانا چاہیے۔

سوامی جی کے خطاب کے بعد مختلف حضرات نے مہمانوں کی گل پوشی کی، پیام انسانیت فورم اورنگ آباد یونٹ کی جانب سے طلبہ وطالبات کو نقد رقم اور سند

www.abulhasanalinadwi.org

توصیف سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر پردیپ کھڑکے، پروین منڈلک، ڈاکٹر عزیز احمد قادری وغیرہ نے بھی اظہار خیال کیا۔

صدارتی خطاب مولانا مدظلہ نے فرمایا۔

فکر نشیمن

آج اچھی بات سننے والے کم ہوتے جارہے ہیں، پہلے تو اچھے کام کرنے والے کم ہوتے تھے مگر اب سننے والے بھی کم ہیں، یہ کوئی اچھی علامت نہیں، بہت فکر اور غور کا مقام ہے، جب اچھائی ناپید ہونے لگے تو اچھے عمل کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ آگے آئیں، برائی کرنے والوں کو روکیں، برائی کے خاتمہ کے لیے قدم بڑھائیں ورنہ ان کے لیے خطرات کچھ کم نہیں۔

پورے مہاراشٹر کا دورہ کر کے آرہا ہوں، یہ کارواں اس وقت آپ کے شہر میں ہے، لوگوں سے مل کر اور حالات کا جائزہ لے کر یہ امید بندھی ہے کہ کام ہوگا، حالات بدلیں گے، روشنی انشاء اللہ پھیلے گی، تاریکی کافور ہوگی، مگر شرط یہ ہے کہ سماج کا تعلیم یافتہ اور باشعور طبقہ آگے آئے۔

دیکھ کر رنگ چمن ہو نہ پریشاں مالی
کوکب غنچہ سے شاخیں ہیں چمکنے والی

فی زمانہ ہر آدمی تھوڑے سے فائدہ کے لیے اپنی پوری زندگی داؤں پر لگائے ہوئے ہے۔ سوچ بدل گئی ہے، سارے معاملات غیر فطری (UNNATURAL) ہورہے ہیں، سات سمندر پار کے کھلاڑیوں نے وہ ڈھونگ رچا کہ سب کی عقل پر پردہ پڑ گیا، سب ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور ان کے شاگردی پر خوش اور مطمئن بھی ہیں، انھوں نے خلاف فطرت کاموں میں ملوث ہو کر ہم کو گمراہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ فی الاصل پورے نظام (SYSTEM) کو درست کرنے کی ضرورت ہے، ہم اہل مشرق مغرب والوں کی پابندی کیوں کر رہے ہیں؟ ہم کو تو راستہ دکھانا تھا، ہم تو راہ نما تھے، مگر

www.abulhasanalinadwi.org

افسوس کہ ہم اپنی ذمہ داری بھول گئے، اپنے مقام کو فراموش کر بیٹھے تو پیچھے چلنا ہمارا مقدر بن گیا۔ افسوس صد افسوس کہ ہم اتنی گہرائی میں گر چکے ہیں، اتنی تاریکی میں ڈوب چکے ہیں، ذاتی اغراض نے ہماری آنکھوں پر دبیز پردہ ڈال دیا ہے کہ ہم دیش کے خلاف کام کرنے لگے ہیں، ہر آدمی ذاتی فائدہ کے جال میں پھنس کر ملک کو نقصان پہنچا رہا ہے، نقصان صرف وہ نہیں پہنچا رہا ہے جسکو موقع نہیں ملا ہے بلکہ جس کو جس حد تک موقع مل رہا ہے وہ ذرا بھی چوکتا نہیں اور کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔

یہ ملک ہم سب کا ہے ہمارے اسلاف نے اس کے لیے بڑی قربانیاں دی ہیں، ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ ہم سب مل جل کر اس چمن کو سجائیں، سنواریں، اس کو چار چاند لگائیں، نہ کہ اس کو ویران کریں، بالکل غیر دانشمندنہ بات ہے کہ ہم جس شاخ پر بیٹھے ہوں اس کی جڑوں پر کلہاڑی چلائیں۔ اس نشیمن کی فکر کرنا، اس کو زاغ وزغن سے بچانا اس ملک کے باشندوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔

جلسہ کے اختتام پر پروفیسر ذکی الدین صدیقی نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

خوش آیند اقدام

مولانا خالد بیگ ندوی ٹمکوری صاحب بھی صبح اورنگ آباد تشریف لائے تھے، آج بعد نماز عشا مولانا مدظلہ کی صدارت میں (Blooming Buds English School) کا پروگرام تھا، بچوں نے مختلف پروگرام پیش کیے اور مولانا خالد بیگ ندوی صاحب نے پروجیکٹر (Projector) کے ذریعہ اپنے اسکول کے نصاب ونظام کا تعارف کرایا، اسکول کے قیام کے مقاصد پر روشنی ڈالی، مولانا خالد صاحب نے تقریباً 10 سال کی محنت وعرق ریزی کے بعد بچوں کے لیے انگلش میڈیم کا نصاب تعلیم تیار کیا ہے اور ٹمکور میں پہلا اسکول قائم کیا، اب ملک کے دیگر شہروں میں بھی اس کی برانچیں (Branch's) کھل رہی ہیں، مولانا نے مسلم سائنس دانوں اور دانشوروں کا باتصویر تعارف پیش کیا اور کہا کہ ان میں سے جس کو بھی

www.abulhasanalinadwi.org

دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شیخ الحدیث ہے یا کوئی شیخ التفسیر، ہم یہی بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمان زندگی کے تمام میدانوں میں بشمول سائنس وٹکنالوجی ترقی کے منازل طے کر سکتے ہیں، اپنے اسلامی تشخص کے ساتھ ڈاکٹر، انجنیر اور سائنسداں بھی بن سکتے ہیں، کوئی ضروری نہیں کہ وہ غیروں کی شکل وشباہت اختیار کریں۔

انھوں نے مزید کہا کہ ان علوم کو بھی اللہ کے نام سے جوڑ کر پڑھایا جائے، اللہ کے نام سے کاٹ کر، الگ کر کے پڑھایا جائیگا تو قطعی غیر نافع ہوں گے۔

طویل تعارف میں انھوں نے اپنے تیار کردہ نصاب اور اپنے نظام کی جزئیات سے واقف کرایا۔

صدارتی خطاب فرماتے ہوئے مولانا مدظلہ نے فرمایا:

ایسا نہ ہو کہ منظر نامہ تبدیل کر دیا جائے

اسکول کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوئیں، کانوں سے سنتا رہا اب آنکھوں سے دیکھا، پروگرام اور منصوبوں کے بارے میں علم ہوا، قلبی مسرت حاصل ہوئی۔ مولانا خالد صاحب نے جو سسٹم بنایا ہے، جو طریقہ کار وہ اپنا رہے ہیں، ضروری ہے کہ ہر ضلع میں اس کی پابندی کی جائے، انھوں نے بہت محنت، جاں فشانی اور عرق ریزی کے بعد یہ نصاب ونظام تیار کیا ہے، اللہ ان کے ارادوں اور عمل میں خیر وبرکت عطا فرمائے۔ ہر جگہ اس کو اپنایا جائے، غیروں کے یہاں ہمارے بچے جارہے تھے تو اب ہمارے ہاں آئیں، ہم ان کو ایسی تعلیم وتربیت دیں ایسی تہذیب سکھائیں جس سے وہ انسانیت کی حدود میں تو رہیں، اپنے پیدا کرنے والے کے تو ہو کر رہیں، ورنہ آج تو مسئلہ یہ ہے کہ تعلیم کا تو بے شک خوب چلن ہے، ہر سطح سے تعلیم کو عام کیا جارہا ہے مگر افسوس کہ اسی قدر پڑھے لکھے جاہل افراد کی کھیپ کی کھیپ تیار ہو کر معاشرہ کو خراب کر رہی ہے۔ سمندر پار سے آنے والی ہر چیز لپکنے کے لیے ہم سر کے بل دوڑے چلے جارہے ہیں۔ ان کے بتائے اور دکھائے ہوئے راستے پر (جو کسی طرح

www.abulhasanalinadwi.org

مناسب نہیں) آنکھ بند کر کے عمل کیے جا رہے ہیں۔ ان کے پیچھے چلتے چلتے ذہنی، فکری، دینی ہر اعتبار سے پس ماندگی کا شکار ہو رہے ہیں بلکہ پسماندگی کے غار میں گرتے جا رہے ہیں، بے حسی، بے غیرتی اور ذلت ہم مسلمانوں کا مقدر ہوتی جا رہی ہے اور افسوس کہ اب تو احساس زیاں بھی ختم ہو رہا ہے، مسلمان کولہو کا بیل بنا ہوا ہے، بس دنیا کے چکر میں ہے، اس وقت ہم سب "بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" کے فارمولے پر عمل کر رہے ہیں۔ یہ فکر اور یہ طرز زندگی مسلمانوں کے لیے قطعی مناسب نہیں، وقت ہے کہ احساس پیدا کیا جائے، اور قوم کو بیدار کرنے کی جو کوششیں جس سطح سے بھی ہو رہی ہیں ان پر لبیک کہا جائے، صرف نظر نہ کیا جائے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بالکل بساط لپیٹ دی جائے اور منظر نامہ تبدیل کر دیا جائے۔

یہ حضرات بے حد مبارکباد کے مستحق ہیں جو اس طرح کے منصوبے بنا رہے ہیں، ان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے پیہم کوشاں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کی محنت اور کاوش کو قبول فرمائے، اور ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے، کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنے کا سلیقہ اور شعور پیدا فرمائے۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق

اگلی صبح 12 / مارچ کو خلد آباد جانا ہوا جہاں حضرت اورنگ زیب عالم گیرؒ کو ان کی وصیت کے مطابق دفن کیا گیا تھا۔ قبر عام دستور اور رواج کے برخلاف خام اور بغیر قبہ کے ایک مختصر سی سنگی چہار دیواری کے اندر واقع ہے۔ سنگ مرمر پر کندہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چہار دیواری نظام الملک آصف جاہ سابع کے عہد میں بنائی گئی۔ بے حد پرسکون مقام پر وہ شخص محو خواب ہے جس کا غلغلہ پورے عالم میں تھا، جس کا ڈنکا 50 سال تک بجتا رہا، تقریباً ہر طرح کی رسمیات اور خرافات سے یہ جگہ پاک ہے، ذلک فضل اللہ۔ مرقد پر حاضر ہو کر یہ احساس ہوا کہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہر گز نمیر د آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است برجرید ہ عالم دوام ما

علامہ اقبال نے ''رموز بے خودی'' میں شمشیر بدست فقیراورنگ زیب عالم گیرؒ کے کارناموں کا ذکر اپنے دلولہ انگیز اشعار کے ذریعہ کیا ہے، انھیں اشعار میں اس کی تربت کا ذکر یوں ہے۔

درصف شاہنشہاں یکتاستے　　فقر اُو از تُربتش پیداستے (۱)

کھلے آسمان کے نیچے زمین کا یہ ٹکڑا آج تک اس شاہنشاہ کی فقیرانہ شان کی گواہی دے رہا ہے۔

یہ مزار جس بزرگ کے مقبرے کے احاطے میں موجود ہے ان کا نام جادوناتھ سرکار نے شیخ زین الدین اور آر، سی مجمدار وغیرہ نے شیخ برہان الدین بتایا ہے۔(۲)

اورنگ زیب کے احاطہ قبر کے بالمقابل وسیع احاطہ میں شیخ برہان الدین کا مقبرہ ہے جس کے باہر ایک بورڈ پر ان کا سنہ ولادت ۶۵۴ھ اور وفات ۷۳۸ھ درج ہے، نیز یہ بھی تحریر ہے کہ آپ کا شجرہ گیارہ واسطوں سے امام ابوحنیفہؒ سے جاملتا ہے، ۶۹۳ھ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوے اور حضرت خواجہ ہی کی ہدایت پر دہلی سے دولت آباد تشریف لائے اور یہیں آسودہ خواب ہوئے۔ احاطہ میں موجود قبور میں نواب قمر الدین نظام الملک آصف جاہ اول کی بھی قبر واقع ہے۔

تھوڑے فاصلہ پر شیخ برہان الدین کے بھائی شیخ منتخب الدین زر بخش کا مقبرہ بھی واقع ہے۔

ہم لوگ جب حضرت اورنگ زیب عالم گیرؒ کی قبر کے پاس پہنچے تو ایک مجاور

---

(۱) اورنگ زیب، از ڈاکٹر عبدالمغنی، ص ۵۷، بحوالہ رموز بیخودی حکایت شیر و شاہنشاہ عالم گیر
(۲) اورنگ زیب ص ۵۷، ڈاکٹر عبدالمغنی

www.abulhasanalinadwi.org

صاحب بہ شکل گائیڈ وارد ہوئے اور چند رٹے رٹائے فقرے دہرانے لگے، جس میں ہماری دلچسپی کی کوئی بات نہ تھی، جب انھوں نے دیکھا کہ ان کو کوئی رسپانس (RESPONSE) نہیں مل رہا ہے تو اپنی دکان (جو قبر کے سامنے والے برآمدے میں تھی) پر جا کر بیٹھ گئے۔ خیر سے ان کی دکان پر لوازمات قبر پرستی کے بجائے کتابیں دستیاب تھیں۔ حضرت مولانا نے اورنگ زیبؒ کی حیات اور کارناموں سے متعلق چند کتابیں خریدیں۔ ہوسکتا ہے اس عمل سے ''گائیڈ'' صاحب کی کچھ دلجوئی اور اشک شوئی کا سامان ہو گیا ہو۔

اورنگ آباد سے دولت آباد کا فاصلہ تقریباً 16 رکلومیٹر کا ہے، یہ شہر پہاڑوں پر آباد ہے، جہاں پہنچنے کے لیے تقریباً 5 رکلومیٹر مدور راستوں سے گزرنا ہوتا ہے، راستہ ہموار ہے۔ ۱۴ ویں صدی میں محمد شاہ تغلق نے دہلی سے منتقل کر کے اس شہر کو اپنی راجدھانی بھی بنایا تھا۔ یہیں دو سو میٹر بلند پہاڑ پر دولت آباد قلعہ واقع ہے، اس کی حدود میں احمد شاہ ثانی بہمنی کا ۱۴۴۷ء میں تعمیر کردہ ۷۰ میٹر بلند چاند مینار بھی ہے۔

آمد و رفت میں مناظر قدرت کی دید سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ تھوڑی ہی دیر میں واپسی ہوئی، کیونکہ کاشف العلوم کے طلبہ کی جانب سے استقبالیہ تقریب طے تھی۔

دوپہر ۱۲-۳۰ پر جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم کے مولانا علی میاںؒ ہال میں طلبہ و اساتذہ اور ذمہ داران بھی تشریف فرما تھے، تلاوت کے بعد طلبہ کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک طالب علم نے سپاس نامہ پیش کیا، بعد ازآں مولانا مدظلہ سے خطاب کرنے کی درخواست کی گئی آپ نے فرمایا:

بغیر صحبت کے کمال نہیں پیدا ہوتا

بزرگان محترم، اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ!

ابھی قاری صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی، پہلی آیت میں جو بات کہی

www.abulhasanalinadwi.org

گئی ہے اس کا یوں مفہوم سمجھیں کہ بغیر صحبت کے کمال نہیں پیدا ہوسکتا، اگر کمال کے درجہ کو پہنچنا ہے تو صحبت اختیار کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ کمال کا تعلق اہل کتاب سے ہے نہ کہ کتاب سے، تو جو کتاب والے ہیں یعنی جنھوں نے اپنی زندگی کتاب کے مطابق کر لی ہے ان کی صحبت اختیار کیجئے ان کو نمونہ بنایئے تو کمال پیدا ہوگا، آپ بھی درجہ کمال کو پہنچ سکتے ہیں، یہ امر مسلم ہے کہ اگر کمال پیدا کرنا ہے تو ماہرین کے پاس رہنا ضروری ہے، آداب صحبت بجالانا ضروری ہے، صحبت کا غیر معمولی فائدہ ہے، صحبت سے نکھار پیدا ہوتا ہے، تراش خراش کر سنوار دیا جاتا ہے، آپ جو کچھ پڑھ رہے ہیں اس کو زندگی میں برتنے کی کوشش کریں، اور اس کے لیے آپ کو اہل کمال سے ربط وتعلق بھی رکھنا ضروری ہے۔

عربی زبان کا لفظ صدق بہت وسیع معنی رکھتا ہے، اسی لیے آدمی سچ بولتا ہے، سچائی کی تلاش میں رہتا ہے تو صدیق کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے، صدق کے معنی یہ بھی ہیں کہ عمل میں صداقت ہو، صرف قول میں ہی نہیں بلکہ کردار میں بھی صداقت ہو، آپ کے اندر کھرا پن ہو۔ صدق بے غبار ہوتا ہے اور انجام کے اعتبار سے فتحیاب بھی وہی ہوتا ہے، سچائی غیر معمولی شے ہے، جو اس دور میں عنقا ہو رہی ہے، آپ سچوں کی صحبت اختیار کیجئے سچے ہوتے چلے جائیں گے۔ احادیث نبویہ میں وارد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ سامنے رکھتے ہوئے آپ اس کو آئیڈیل بنایئے کہ نبی پاکؐ کی سچی صحبت نے تمام تر مشکلات ومصائب کو بخوبی برداشت کرنے کا جذبہ وحوصلہ بخشا، وہ قوت وتوانائی بخشی، ایسی پامردی اور استقلال بخشا کہ ساری آزمائشوں اور ابتلاؤں کو جھیل لے گئے مگر جھوٹ کا ہلکا سہارا لینا بھی گوارا نہ کیا، انجام کار اللہ رب العزت نے آسمان سے ان کی راست بازی کیوجہ سے آیت نازل فرما کر ان کی توبہ قبول فرمائی۔ یہ نتیجہ تھا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی صحبت کا۔

تو عزیزو! آپ علوم نبویہ حاصل کر رہے ہیں اس کو برتنے کے طریقے بھی

www.abulhasanalinadwi.org

سیکھیں، نیک صحبت اختیار کریں، خود کو کسی کے حوالہ کر دیں، آج صحبت نہ ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ فارغین کی تعداد بے شک بہت ہے مگر صادقین کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے

مقام مسرّت

مقام مسرت ہے کہ یہاں اورنگ آباد میں پیام انسانیت فورم کے پلیٹ فارم سے بہت حکمت اور فکر مندی کے ساتھ موثر طریقے پر کوششیں ہو رہی ہیں، جس کے مثبت اثرات مرتب ہو رہے ہیں، فاصلے کم ہو رہے ہیں، بالخصوص تعلیم یافتہ طبقہ تک رسائی ہو رہی ہے، جس کے واقعات ابھی تک سنتے رہے تھے، اب یہاں پروگرام میں نیز قیام کے دوران دیکھنے میں آئے۔ متعدد نوجوان ملاقات کے لیے آتے رہے، ان سب کا تعلق مولانا مدظلہ سے ہے، یہ ذاتی مسائل اور دعوتی سلسلہ میں مشورے کرتے رہے۔ سابقہ زندگی کو چھوڑ کر علم و عمل کی نئی شاہراہ پر قدم رکھنے والے ان نوجوانوں کی روداد بے حد ایمان افروز اور قابل رشک محسوس ہوئی۔ اللھم زد فزد۔

یہاں کی سرگرمیوں کے روح رواں مولوی جنید فاروقی ندوی صاحب ہیں جو اپنی فعال ٹیم کے ساتھ سرگرم عمل رہتے ہیں۔

سلطنت آصفیہ کا پایہ تخت

الطاف حسین عرف خالد انصاری صاحب نے رات کے کھانے پر اپنے دولت خانہ پر مدعو کر رکھا تھا، آپ نوکھنڈہ کے تعلق سے نظام ہشتم کے مختار عام ہیں، ان کا دولت خانہ نوکھنڈہ کیمپس میں واقع ہے، نوکھنڈہ محل کی تعمیر ملک عنبر نے شروع کی تھی، ملک عنبر میر مرتضی شاہ، احمد نگر کا وزیر اعظم تھا۔ انھوں نے بتایا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں مغلیہ سلطنت کے سپہ سالار قمر الدین خاں نظام الملک آصف جاہ اول نے ۱۷۲۴ء میں سلطنت آصفیہ کا اعلان کیا تھا، اسی جگہ کو اپنا پایۂ تخت بنایا تھا، یہیں دربار لگتا تھا، نشست گاہ 'گدی مبارک' کے نام سے معروف تھی، وہ اب بھی موجود ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حکومت کا نظام اورنگ آباد سے ہی نظام سوم کے عہد تک قائم رہا، اس کے بعد سلطنت آصفیہ حیدرآباد منتقل ہوگئی۔

تھوڑی دیر اس تاریخی مقام پر رہ کر قیام گاہ واپسی ہوئی، کیونکہ ابھی ۱۰ بجے حیدرآباد کے لیے روانگی تھی۔

گو کہ ۲؍دونوں تک اس سرزمین پر قیام رہا مگر ظاہر ہے یہ مدت بھی کوئی مدت ہے؟ جب کہ میزبان تاریخی عظمتوں کا حامل شہر ہو، جس کی خاک کا پیوند ہوں عظیم المرتبت ہستیاں، ظاہر ہے جی کیوں کر چاہے گا کہ یہاں سے اتنی جلدی چلے جائیں چونکہ کوچ کا نقارہ بج چکا تھا لہذا رخت سفر تو باندھنا ہی تھا، لیکن یہ شعر وردزبان رہا

حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد
بوئے گل سیر ندیدیم و بہا آخر شد

رات دس بجے بذریعہ اجنتا ایکسپریس کارواں حیدآباد کے لیے روانہ ہوا، یہاں سے مولوی جنید فاروقی ندوی صاحب مع چند نوجوانوں کے شریک کارواں ہوگئے تھے۔

۱۳؍مارچ کو صبح ۷؍بجے ہم تہذیب وشرافت، تمدن وثقافت کے مشہور مرکز حیدرآباد شہر میں تھے، ٹرین پلیٹ فارم پر پہنچی تو مولانا فصیح الدین ندوی، مولانا معزالدین ندوی وغیرہ حضرات منتظر تھے۔

یہاں کارواں کا مستقر امبریلا ٹاور ہمایوں نگر میں واقع مصباح الدین صاحب کا مکان تھا، صاحب خانہ ملی وسماجی خدمات میں پیش پیش رہنے والوں میں ہیں ندوہ اور اس کے ذمہ داران سے عقیدتمندانہ تعلق رکھتے ہیں، اس وقت بیرون ملک سفر پر تھے، مگر اہل خانہ نے ضیافت وراحت رسانی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

یہاں پیام انسانیت کا جلسہ شام میں تھا، وقت فارغ تھا، مولانا معزالدین ندوی صاحب نے کرم فرمایا اپنی گاڑی سے مختصر سی سیر کرادی، راقم کی یہاں پہلی آمد تھی،

www.abulhasanalinadwi.org

اشتیاق تو بہر حال تھا، مولانا مدظلہ سے اجازت لی گئی، راقم اور برادرم عبد اللہ چند گھنٹوں کے لیے نکل پڑے، اس کو سیر کیوں کر کہا جائے، بس چار مینار تک کی دوڑ لگائی، راستے میں آنے والے مقامات کی نشاندہی اور تعارف ہمارے کرم فرما کراتے رہے۔

سیر کے لیے مرحوم سلطنت آصفیہ کی یادگاریں اور تاریخی مقامات مثلاً گولکنڈہ قلعہ، مکہ مسجد، چار مینار، بہادر جنگ میوزیم، فلک نما پیلس، چومحلہ پیلس، وغیرہ نیز تعلیمی ادارے، کتب خانے، ان سب کی تو یہاں طویل فہرست ہے اور ظاہر ہے اس کے لیے وقت میں گنجائش کہاں؟۔

چار مینار کی بالکل بنیاد سے متصل ایک مندر کا وجود دیکھ کر حیرت ہوئی، اس کے دائرہ میں وسعت بھی باعث حیرت تھی، اس کے وجود میں آنے کا سبب تو معلوم نہ ہو سکا مگر ہماری قومی رواداری کے نمونے ہر جگہ مل جاتے ہیں۔ اس کو بھی ہم حیرت وافسوس کے ساتھ دیکھتے ہوئے گزر گئے۔

ایک اتفاق-تاریخی سلسلوں کا باہمی ارتباط

یہ بھی اتفاق رہا کہ ''کاروان انسانیت'' کا آغاز واختتام ہندوستان کے ان دوشہروں سے ہوا جو تاریخی وتہذیبی اعتبار سے منفرد وممتاز مقام کے حامل رہے ہیں دونوں کا دور حکمرانی تقریباً ایک ہے، ایک عرصہ تک دونوں ہی علم وادب کے مرکز اور تہذیب وشائستگی کے گہوارے رہے ہیں، بلکہ دکن کی سلطنت آصفیہ تو اودھ کی نواب حکومت سے علم اور صاحبان فضل وکمال کی قدر ومنزلت میں دوچند ہی رہی ہے اور ساتھ ہی نوابین اودھ کے اخلاقی ومعاشرتی زوال سے یکسر پاک تھی۔

جامع اردو انسائیکلوپیڈیا کے مطابق:

اودھ خاندان

''اودھ پر نوابوں کے خاندان کی حکمرانی کی ابتداء ۱۷۳۱ء سے

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتی ہے۔۔۔۔۔خاندان اودھ نے اپنی عیش پسندیوں کے باوجود اودھ اور خاص طور پر لکھنؤ کی تہذیبی زندگی پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں، پورے ملک میں زبردست انقلابات آئے لیکن لکھنؤ میں شائستگی، تہذیب اور ادبی شوق اسی طرح باقی رہا، جس زمانے میں مغلیہ سلطنت زوال پذیر تھی اور دلی افراتفری کا شکار تھی بے شمار عالم وفاضل، ادیب وشاعر اور فنکار دلی چھوڑ کر اودھ دربار کا رخ کررہے تھے اور یہاں انھیں پناہ اور عزت مل رہی تھی۔ میر وناسخ ہی نہیں اور دوسرے بے شمار شاعر یہاں آئے، موسیقی اور رقص وغیرہ کی سرپرستی کی وجہ سے بڑے بڑے فنکار اس دربار میں پناہ گزیں ہوئے، مغل سلطنت کا عمارت سازی کا شوق ختم ہو چکا تھا، لیکن یہاں یہ شوق عروج پر تھا اور معمار اور فنکار دور دور سے کھنچ کھنچ کر یہاں جمع ہو رہے تھے۔ بعض حکمرانوں مثلاً آصف الدولہ کی فیاضی نے اس شوق کو اور بڑھایا اور ان سب نے مل کر لکھنؤ کو ایک عرصہ تک علم وادب اور فنون کا مرکز بنائے رکھا۔" (۱)

آصف جاہ خاندان اور علم وادب کی سرپرستی

مذکورہ بالا کتاب میں آصف جاہ خاندان کے بارے میں یہ عبارت بھی ملتی ہے:

"حکمرانوں کا ایک خاندان جس کے افراد کو سلطنت مغلیہ میں اہم مقام حاصل رہا اور اس کے بعد اس نے دکن میں ایک آزاد ریاست کی بنیاد ڈالی جو ستمبر ۱۹۴۸ء تک قائم رہی۔ خاندان آصفیہ کا سلسلہ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۱) جامع اردو انسائیکلوپیڈیا جزء دوم ص ۵۱، ۵۳

www.abulhasanalinadwi.org

تک جاملتا ہے''۔

جناب ثروت صولت کے مطابق:

''حیدر آباد چونکہ ایک دولت مند ریاست تھی اور اس کے حکمراں علم دوست تھے، اس لیے تیموری سلطنت کے زوال کے بعد برصغیر میں علم وادب کی سب سے زیادہ سرپرستی حیدر آباد میں کی گئی۔ نادر شاہ کے حملہ کے دوران دہلی کی تباہی کے بعد حیدر آباد وہ واحد شہر تھا جہاں سب سے زیادہ امن وسکون تھا اور جہاں حکمراں علم وادب کے سب سے بڑے سرپرست تھے۔ چنانچہ برصغیر کے ہر حصہ سے اہل علم اور اہل کمال مسلمان کھنچ کھنچ کر حیدر آباد پہنچ گئے۔

اٹھارویں صدی کے ممتاز مصنفوں میں جن کا حیدر آباد سے تعلق رہا شاہ نواز خاں ۱۱۱۰ھ ۱۷۰۰ء تا ۱۱۷۱ھ ۱۷۵۸ء اور غلام علی آزاد ۱۷۰۴ء تا ۱۷۸۵ء کے نام بہت نمایاں ہیں۔ بعد کے دور میں جب حیدر آباد پر برطانوی بالادستی قائم ہوگئی تو جن علماء اور ادیبوں نے حیدر آباد سے وابستہ ہوکر علمی کام کیے، ان میں شبلی نعمانی، مولوی چراغ علی، سید علی بلگرامی، ڈپٹی نذیر احمد، عبد الحلیم شرر، مولانا مناظر احسن گیلانی اور مولانا ظفر علی خاں کے نام قابل ذکر ہیں۔ شاعروں کی کثیر تعداد اس کے علاوہ ہے۔

ریاست حیدر آباد کا ایک اور بڑا کارنامہ جامعہ عثمانیہ کا قیام ہے، ۱۸۵۶ء میں دار العلوم کی حیثیت سے اس کا آغاز ہوتھا، ۱۹۱۸ء میں اس کو جدید طرز کی یونیورسٹی کی حیثیت دے دی گئی، جامعہ عثمانیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ پہلی یونیورسٹی تھی جس نے اردو کو

www.abulhasanalinadwi.org

ذریعہ تعلیم بنایا۔

حیدرآباد کی علمی سرپرستی صرف ریاست تک محدود نہ تھی، برصغیر کے تقریباً تمام تعلیمی، علمی، مذہبی اور معاشرتی اداروں کو بھی ریاست کی طرف سے امداد ملتی تھی۔"(۱)

تابناک ماضی روشن عہد حاضر

ایسی خیر پسند، نفع رساں آزاد اسلامی ریاست کو پہلے تو رفتہ رفتہ بے دست وپا کیا گیا پھر آخر کار ستمبر ۱۹۴۸ء میں فوجی کارروائی کے ذریعہ ختم کر کے انڈین یونین میں ضم کر دیا گیا، اس طرح سلطنت آصفیہ تاریخ کا ایک حصہ بن کر رہ گئی۔ ظاہر ہے ایسے اقدامات اور کارروائیوں سے کس قدر ہمت شکنی ہوتی ہے، عزائم اور حوصلے پست ہو جاتے ہیں یہ بات محتاج بیان نہیں۔

لیکن صد آفریں مسلمانان حیدرآباد کو جنھوں نے ناموافق حالات سے دل برداشتہ ہونے کے بجائے ہمت وحوصلہ سے کام لے کر مشکلات وموانع کی سنگلاخ چٹانوں کو پاش پاش کر ڈالا اور جوئے شیر نکال لیا اور آج ماشاء اللہ وہ اپنے دینی وملی تشخصات کیساتھ دینی شعائر پر عمل پیرا رہتے ہوے ملک کی دیگر ریاستوں کے مسلمانوں کے مقابلہ میں کم مستحکم پوزیشن میں نہیں ہیں، علمائے دین کی قدردانی کا جذبہ بھی رکھتے ہیں اور متعدد علمی اور دینی اداروں اور ملی تنظیموں کی سرپرستی ونگرانی میں بھی ان کا حصہ کم نہیں ہے۔

کہ امیر کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

سطور بالا میں مذکور ہوا کہ جلسہ شام میں تھا، لہذا قدیم وجدید ندوی فضلاء اور دیگر حضرات بھی بغرض ملاقات تشریف لاتے رہے۔ ماشاء اللہ متعدد فضلاء جو مختلف

(۱) ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ حصہ دوم ص ۳۸۹ تا ۳۹۱

www.abulhasanalinadwi.org

تعلیمی، ملی اور رفاہی کاموں میں مشغول ہیں، اپنی خدمات اور طریق کار کے تذکرہ کے ساتھ مولانا مدظلہ سے مشورے بھی کرتے رہے، بعض احباب نے چند در چند مشکلات و مسائل بلکہ موانع کا بھی ذکر کیا۔ مولانا مدظلہ حسب حال حکمت اور مشکلات و موانع پر صبر و برداشت کے ساتھ کام کرتے رہنے اور لگے رہنے کا مشورہ دیتے رہے۔

افسوس کی بات تو یہ ہے کہ مخالفانہ رویہ اور عدم تعاون کا معاملہ ان حضرات کی طرف سے زیادہ ہوتا ہے جن کے ہاتھوں میں قوم اور سماج کی زمام قیادت ہوتی ہے۔

ایسے ناموافق حالات میں کارکنوں کا حوصلہ پست ہونے لگتا ہے اور وہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ جن حضرات کا شمار قوم وملت کے رہنماؤں میں ہوتا ہے، وہ موافقت کے بجائے معاندت پر کیوں اتر آتے ہیں؟ کوئی بھی تعمیری کام چھیڑ کر دیکھئے کچھ گندم نما جوفروش اور ننگ ملت قسم کے لوگ راہ روک کر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ ایک بہت قابل توجہ مسئلہ ہے۔ اکثر افراط وتفریط کے معاملات بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔

بسا اوقات کوئی نو آموز اور ناتجربہ کار پیش رووں کا لحاظ وخیال جیسا کہ وہ چاہتے ہیں نہیں کر پاتا، تو عفو و درگزر اور مخلصانہ رہنمائی ودستگیری کے بجائے اس کو اپنا مدمقابل سمجھ لیا جاتا ہے، اور پھر اختلاف وانتشار کے در کھلنے لگتے ہیں اور بڑی امنگوں سے وجود میں آنے والا کام چوپٹ ہو کر رہ جاتا ہے۔

اگر گستاخی نہ ہو تو عرض کر دیا جائے کہ شاید یہ سب ثمرہ ہے عدم تربیت وصحبت کا، اخلاص وللّٰہیت جس کی حیثیت خشت اول کی ہے، اس کا تو ہمیں خیال بھی نہیں آتا، اسلاف کے تذکرے تو خوب کرتے ہیں، بلکہ تسبیح خوانی کی حد تک کرتے ہیں مگر ان کے اعلیٰ اخلاق وکردار، قربانی، بے نفسی، خورد نوازی اور دیگر تمام اوصاف حمیدہ کو اختیار کرنا ضروری نہیں سمجھتے، جس کے اثرات بد ہمارے سامنے ہیں۔ اور یہ امراض کسی ایک مقام یا خطہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ابتلائے عام ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ

یہاں کا جلسہ پیام انسانیت چیریٹیبل ٹرسٹ حیدرآباد کے زیر اہتمام منعقد ہو رہا تھا، شہر میں اردو اور ہندی میں بھی پوسٹر چسپاں کئے گئے تھے، زیادہ تر اردو اور چند

www.abulhasanalinadwi.org

انگریزی اخبارات میں بھی آج کے پروگرام کی اطلاع تھی، پروگرام کا انعقاد گاندھی بھون پرکاشم ہال میں تھا، نماز مغرب سے فارغ ہو ہم سب مولانا مدظلہ کی معیت میں جلسہ گاہ کے لیے نکلے، قیام گاہ سے جلسہ گاہ کی دوری اور پھر ٹریفک کی دشواریوں کے سبب جب ہم پرکاشم ہال پہنچے تو جلسہ شروع ہو چکا تھا۔

پروفیسر محسن عثمانی ندوی صاحب کا خطاب جاری تھا، آپ نے بالتفصیل بانی تحریک حضرت مفکر اسلام علیہ الرحمہ کا تعارف کرایا، تحریک پیام انسانیت کے مقاصد، افادیت، ملک کے حالات اور ماحول کے تحت اس کی نافعیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی، نیز میر کارواں حضرت مولانا سید عبداللہ صاحب حسنی ندوی کا تعارف پیش کیا اور کہا کہ تدریسی خدمات اور دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ پیام انسانیت کے کاموں کے لیے آپ نے خود کو وقف کر رکھا ہے جس کا نمونہ یہ طویل دورہ ہے۔

اظہار حقیقت

جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے پروفیسر کانچہ ایلیا (ڈائرکٹر فار دی اسٹڈی آف سوشل، مولانا آزاد یونیورسٹی) نے کہا:

میں نے تمام مذاہب کا مطالعہ کیا ہے، مطالعہ اور غور وفکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تمام مذاہب کے رہ نماؤں میں سب سے ممتاز حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پورے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ انسانوں میں آپ سے بڑا کوئی انسان نہیں، آپ ہی نے انسانیت کو نئی زندگی سے روشناس کرایا، بھٹکتی ہوئی انسانیت کو آپ ہی کی وجہ سے راہ ملی۔ اسلام نے انسانیت کو اس کا حق دیا ہے۔

انھوں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے یہ بھی کہا کہ جب ہم اپنے ملک کے حالات اور خصوصاً غیر منقسم ہندوستان کے اس دور کا جائزہ لیتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ پست کردہ طبقات مظلومانہ زندگی گزارنے پر مجبور تھے، ان کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا گیا۔ وہ لوگ کیسے مذہب کے پیروکار ہیں جو اس طرح کا سلوک روا رکھتے ہیں، اسی

www.abulhasanalinadwi.org

لیے میں نے مطالعہ کے بعد، ایک نتیجہ پر پہنچنے کے بعد ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "Why am i not Hindu" (میں ہندو کیوں نہیں ہوں؟) اور پھر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب میں پروفیسر بن سکتا ہوں اور کچھ بھی بننے کی صلاحیت رکھتا ہوں اور بن بھی سکتا ہوں لیکن میں ایک مذہبی رہنما نہیں بن سکتا اور ایسا صرف اس لیے کہ میں untouchable ہوں تو میں کہتا ہوں کہ میں ایسے مذہب کو نہیں مانتا۔

سوامی جی نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

مذہب کا کنٹرول ختم ہوتا ہے تو حیوانیت پیدا ہوتی ہے

پرمیشور نے تمام مخلوقات میں انسان کو سب سے اشرف بنایا ہے، اس دیش میں نفرت اور بھید بھاؤ کا بیج انگریزوں کی پالیسی کا نتیجہ ہے، یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جب مذہب کا کنٹرول ختم ہو جاتا ہے تو حیوانیت جنم لیتی ہے، انسان انسانوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کرتا ہے، ایسی ہی فکر کے لوگ آج دیش کو اور انسانیت کو بانٹ رہے ہیں، آج ضرورت ہے کہ انسانیت کو بچایا جائے۔

میں بھی گمراہ تھا بعد میں اوپر والے کے فضل سے میں راہ راست پر آیا، جو غلطی میں نے کی تھی اس کی تلافی کر رہا ہوں۔ مذہبی آدمی کی ذمہ داری ہے کہ وہ غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح ثابت کرے۔ انگریزوں نے تقسیم کی پالیسی اپنا کر ہم کو تقسیم کر دیا اور ہم آج تک منقسم ہیں، آج غلط فہمی کی بنا پر ہم مذاہب کو برا کہتے ہیں، یہ اچھی بات نہیں، کوئی بھی مذہب برائی کا پیغام نہیں دیتا، پُران میں ہے کہ دوسروں کو تکلیف دینے سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ہے، بھارت میں اہنسا کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے، جو اہنسا کا درس دے گا وہ سب سے اوپر رہے گا۔ آج مذہب کے ٹھیکیداروں نے ہر چیز کی تعریف اپنی مرضی کے مطابق کرنی شروع کر دی ہے۔ یوگ کہتے ہیں پرماتما سے جڑنے کو مگر افسوس کی بات ہے کہ آج دیش میں لوگ خود کو ہی بھگوان بنا بیٹھے ہیں اور اپنی ہی پوجا کرا رہے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپ نے سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی اور کہا: کہ آپ ﷺ ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے، آپ کے اخلاق و کردار کو دیکھ کر بڑے بڑے دشمن اور سخت مخالفین بھی آپ کے متبع بن جاتے تھے، حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے تھے، آپ ﷺ نے لاالہ الا اللہ کے ذریعہ ایک حقیقی سچائی کا اظہار فرمایا ہے، جس کی پاداش میں آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے صحابہ کو ستایا گیا، جتنی اذیت اور تکلیفیں آپ ﷺ کو پہنچائی گئیں، جتنا ستایا گیا، جو دہشت گردی کی گئی دنیا کی تاریخ میں اس سے بڑھ کر دہشت گردی کی کوئی مثال نہیں ہو سکتی۔

ہم یہ بات اس لیے بتا رہے ہیں کہ ہندو بھائی سمجھ لیں اور جان لیں کہ اسلام اور اس کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کیا ہیں، آپ نے کس اخلاق کا درس دیا ہے، یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم مسلمان کی تعریف کر رہے ہیں بلکہ ہم تو اس اسلام کی تعریف کر رہے ہیں اس اسلام کے بارے میں بتا رہے ہیں جو محمد ﷺ جیسے عظیم انسان کے ذریعہ انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا ہے۔

میر کارواں حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی دامت برکاتہم نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا:

نقشوں کو تم نہ جانچو لوگوں سے مل کے دیکھو

پیام انسانیت فورم کے زیر اہتمام ۳؍مارچ سے پروگرام کا آغاز ہوا تھا، آج آپ کے شہر میں اس کی آخری کڑی ختم ہو رہی ہے یہ پروگرام یہاں اختتام کو پہنچ رہا ہے، الحمدللہ جس شہر اور جس قصبہ میں بھی یہ پروگرام منعقد ہوئے، بے حد کامیاب ہوئے، لوگوں نے شوق و دلچسپی کا ثبوت دیا، اسی سفر میں متعدد مقامات کے لوگوں نے اس کی افادیت اور ضرورت کے تحت اپنے اپنے مقامات پر پیام انسانیت کے جلسے کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ یہ سب اللہ کا فضل ہے، اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے طبقہ کا ذہن صاف ہے، تھوڑے لوگ ہیں جو ماحول اور سماج کو خراب کر رہے ہیں تو ان

www.abulhasanalinadwi.org

بڑے طبقہ والوں کو ساتھ لے کر ان (شرپسند عناصر) کی اصلاح کی جاسکتی ہے، ان کو انسانیت کے نام پر جوڑا جاسکتا ہے۔

ہر جگہ برادران وطن کی بڑی تعداد پروگراموں میں شریک ہوئی، میری خواہش تھی کہ یہاں بھی جلسہ ہو، ماشاء اللہ آپ حضرات یہاں غالباً یہ سمجھنے کے لیے جمع ہیں کہ پیام انسانیت کیا ہے، اس کے جلسوں کا مقصد کیا ہے، اس کا طریق کار کیا ہے اور وہ کس طرح کا ماحول پیدا کرنا چاہتا ہے، اس سلسلہ کی باتیں تفصیل سے آپ کے سامنے آچکی ہیں، اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس پیام کو عام کریں۔

آپ سے چند باتیں کہہ دیتا ہوں، ابھی سوامی جی نے کہا کہ صحیح اسلام کو سمجھئے تو صحیح اسلام سے کیا مراد ہے؟ ہم نے اسلام کی تعریف و تشریح اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق کر رکھی ہے، یہ بات بالکل مناسب نہیں ہے۔ اسلام مکمل ہو چکا اب نہ اس میں کمی کی گنجائش ہے نہ زیادتی کی، قرآن مجید جس اسلام کی تائید کرتا ہے، سنت رسول اللہ سے جو ثابت ہے، صحابہ کرام نے جس پر عمل کیا ہے وہی اسلام اصل ہے اور اسی اسلام میں مکمل داخلہ کا مطالبہ ہے اسی کی تعلیمات کے مطابق مکمل سپر اندازی کا مطالبہ ہے، سر تسلیم اسی کے سامنے خم کرنا ہے SURRENDER اسی کے سامنے ہونا ہے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ (بقرہ، ۲۰۸) مکمل اطاعت اور سپردگی کا مطالبہ ہے۔

اسلام مکمل اسی وقت کہا جائیگا جب اس کے تمام گوشوں پر عمل ہوگا، آج ہماری عبادات تو بہت اچھی ہیں، نمازیں اچھی پڑھی جارہی ہیں، روزے بھی اہتمام سے ادا ہو رہے ہیں ماشاء اللہ خوشحالی ہے، حج بھی کئے جارہے ہیں مگر معاملات کے باب میں ہم بہت پیچھے ہیں، کمزور طبقات کے ساتھ حسن سلوک نہیں ہو رہا ہے، ان کی حق تلفی ہو رہی ہے، سماج کا وہ طبقہ جو عورتوں، ضعفاء، کمزوروں اور مزدوروں پر مشتمل ہے، بے حد پریشان ہے، مغربی اقوام نے عورتوں کو ترقی کے نام پر تو کسی کام کا نہ چھوڑا، ان کو بازار

www.abulhasanalinadwi.org

کی سب سے ارزاں شی بناڈالا اوراب ہم بھی ان کے ساتھ وہی سلوک کررہے ہیں، چونکہ ہم مسلمانوں نے عہد کرر کھا ہے کہ من وعن ان کی تقلید کرنی ہے لہذا اس باب کو بھی کیوں تشنہ چھوڑیں، ان کی شرم وحیا کا گلا گھونٹ کرسر بازار نیلام کیا جارہا ہے۔

سماج کا وہ طبقہ جو ہمارے حسن سلوک کا، مروت وہمدردی کا، رعایت وتوجہ کا مستحق تھا اس پر بالکل دھیان نہیں دیا جارہا ہے، حسن سلوک کی جو شکلیں ہیں ان کو اگر مسلمانوں نے اپنایا ہوتا تو اس ملک کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا، یہ وہ کام ہے جس کے ذریعہ دلوں پر آپ کی حکومت ہوسکتی تھی۔

تو میرے بھائیو! اپنے گردوپیش کا جائزہ لیجئے، ایسے لوگوں کو تلاش کیجئے، دست تعاون دراز کیجئے، حسن سلوک اور اخلاق کے نمونے پیش کیجئے، لوگوں کے کام آیئے، دردمندی پیدا کیجئے، خود کو محدودمت کیجئے، قدم بڑھایئے، لوگوں سے ملئے دکھ درد بانٹئے اور بقول شاعر اپنی زندگی کا معمول بنایئے۔

نقشوں کو تم نہ جانچو لوگوں سے مل کے دیکھو
کیا چیز جی رہی ہے کیا چیز مر رہی ہے

مولانا مدظلہ کے پر مغز خطاب کے دوران سامعین گوش برآواز تھے، چونکہ پروگرام کا وقت ختم ہورہا تھا لہذا آپ ہی کے خطاب پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

مولانا فصیح الدین ندوی صاحب جنرل سکریٹری پیام انسانیت چیرٹیبل ٹرسٹ حیدرآباد نے جلسہ کی نظامت۔

حسن اختتام

آج کے اس پروگرام کے ساتھ ''کاروان انسانیت'' کے دس روزہ دورے کا اختتام ہوا۔ رات حیدرآباد میں ہی اپنے مستقر پر گذری، اگلی صبح چونکہ میر کارواں حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی مدظلہ کو جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے سہ روزہ پروگرام میں شرکت کے لیے تشریف لے جانا تھا۔ لہٰذا ب شرکائے کارواں کی منزلیں الگ

www.abulhasanalinadwi.org

الگ تھیں، مولانا مدظلہ ڈاکٹر سنجے پانڈے صاحب اور برادرم عبداللہ کی معیت میں وجے واڑہ کے راستے بھٹکل کے لیے تشریف لے گئے۔ سوامی جی اور راقم براستہ دہلی لکھنؤ کے لیے عازم ہوئے۔

ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی، گھربار، مشاغل ومصروفیات سے انقطاع، نئے مقامات کی سیر، قدیم یاران باصفا سے تجدید ملاقات کی مسرت وشادمانی، نئے حلقہ احباب تشکیل، اِدھر کچھ چھوٹنے کی فکر اُدھر حصول مقصد اور تجربات ومشاہدات کی غرض سے سفر پر نکلنے کا شوق وولولہ، کامیابی کی دعائیں، کچھ فکر، کچھ مسرت۔

قصہ مختصر یہ کہ دل دماغ میں افکار وخیالا ت کا ہجوم ہوتا ہے، اور ہجوم افکار میں فطری طور پر انسان بہت کچھ فراموش کر بیٹھتا ہے، اسی لیے ہادیٔ برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو وہ جامع دعا تعلیم فرمادی جس میں اس موقع کا پورا لحاظ وخیال رکھا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے استحضار نیت کے ساتھ دعاء کو پڑھنے والا اس کی برکتوں سے کیوں کر محروم رہ سکتا ہے؟ اللہ رب العزت کی رحمتیں قدم قدم پر راہ نما ہوتی ہیں۔

مقام شکر ہے کہ اللہ کا فضل شامل حال رہا، ہمارا سفر مقصد میں کامیابی کے ساتھ تکمیل کو پہنچا، فالحمدللہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات.

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کے دوررس اثرات بھی مرتب فرمائے، اس سفر میں جس نے جس نوعیت سے حصہ لیا اس کو اجر سے نوازے، بانی تحریک مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نور اللہ مرقدہ جس سوز اور تڑپ کے ساتھ تاحیات اس مقصد کے لیے کوشاں رہے اس کا افادہ عام فرمائے۔ اللہ ہم سب کو اس عظیم کام کے لیے قبول فرمائے، اس پیغام کو قبول کرنے کے لیے دلوں کے دروازے کھول دے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین.

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org